إِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ

"جب آپ کا رب کسی بندے کی طرف دیکھ کر دنیا میں مسکرا دے تو اس کا حساب نہیں ہوگا" (مسند احمد)

سکیننگ PDF
محمد تنویر لطیف
محمد منشاء بلال

دینی کتابوں کا مرکز

اعمال ایسے کہ اللہ مسکرائے

www.KitaboSunnat.com

ابو العباد حافظ عبد الرزاق اظہر حفظہ اللہ
استاذ مرکز البدر الاسلامی گوجرانوالہ

دار الخلود
Dar-ul-Khulood

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

«إِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ» ۔ (مسند احمد: 22476)

''جب آپ کا رب کسی بندے کی طرف دیکھ کر دنیا میں مسکرا دے تو اس کا حساب نہیں ہوگا''۔

اعمال ایسے کہ اللہ مسکرائے

مؤلف

ابو العباد حافظ عبد الرزاق اظہر حفظہ اللہ

استاذ: امام بخاری انٹرنیشنل یونیورسٹی، سیالکوٹ

ناشر

دار الخلود لائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0333-8257302

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب..اعمال ایسے کہ اللہ مسکرائے

مؤلف..ابو العباد حافظ عبد الرزاق اظہر حفظہ اللہ

طبع اول..مئی 2016ء

کمپوزنگ..سعد گرافکس

ناشر

دار الخلو دلائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0333-8257302

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے محترم ومکرم بھائی جان محمد عباس رحمہ اللہ کے نام!
جو بندہ غریب پر محبت وشفقت نچھاور کرنے والے تھے، جن کا تذکرہ آج بھی ہوتو آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنۃ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، آمین۔

......حافظ عبدالرزاق اظہر......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

* عرضِ مؤلف ____ 9
* تقریظ ____ 13
* عقیدہ توحید پر کاربند لوگوں پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا ____ 15

عقیدہ توحید اللہ کا حق ہے ____ 16

عقیدہ توحید کی وجہ سے کائنات کا نظام قائم ہے ____ 18

عقیدہ توحید ہی تمام انبیاء کی دعوت کا مرکز تھا ____ 20

عقیدہ توحید کی قوت وطاقت اور پاور ____ 23

عقیدہ توحید میں ہی عزت ہے ____ 25

عقیدہ توحید کی مٹھاس اور حلاوت ____ 28

آلِ یاسر! صبر کرو ____ 29

عقیدہ توحید والوں کا احترام ____ 32

* رات کو قیام کرنے والے شخص پر اللہ مسکراتے ہیں ____ 35

رب ذوالجلال خوش ہوتے ہیں ____ 36

عظیم جوڑا ____ 38

قیام اللیل مومن کا شرف ____ 39

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل افضل ترین نماز ہے ______ 40

قیام اللیل گناہوں کو مٹانے کا بہترین ذریعہ ہے ______ 41

رات کا قیام اللہ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے ______ 42

قیام اللیل دل سے غفلت کو دور کرتا ہے ______ 42

جب رحمان اپنے بندوں کو صدا لگا رہا ہوتا ہے ______ 43

قیام اللیل جنت کے بالاخانوں کا وارث بناتا ہے ______ 44

قیام اللیل دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے ______ 44

قیام کرنے والے کا اجر برقرار ______ 45

قیام اللیل صالحین کا طریقہ ہے ______ 47

قیام اللیل قرآن یاد کرنے کا بہترین فارمولہ ______ 47

قیام اللیل جنت میں سلامتی سے داخل ہونے کا ذریعہ ______ 48

صالحین امت کے قیام کی چند مثالیں ______ 49

* جذبہ ایثار وقربانی سے سرشار شخص پر اللہ مسکراتے ہیں ______ 56

جذبہ ایثار کی پہلی درس گاہ ______ 58

مجسمہ رحمت ﷺ کے ایثار کا عملی نمونہ ______ 60

ایثار کی وجہ سے رب بہتر بندوبست بھی فرماتا ہے ______ 65

تاریخ انسانی کا تابناک ایثار ______ 67

جذبہ ایثار وقربانی اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ______ 69

* صدقہ کرنے والے پر اللہ مسکراتے ہیں ______ 73

صدقہ کرنے والا اپنے اللہ سے لین دین کرتا ہے ______ 74

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان کے نورانی فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق ______ 75
صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے ______ 75
صدقہ بڑی بڑی آفات اور پریشانیوں سے بچاتا ہے ______ 76
صدقہ بیماریوں سے بچاتا ہے ______ 77
صدقہ مال میں برکت اور رزق میں فراخی کا باعث ہے ______ 83
صدقہ کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے ______ 86
صدقہ میت کے ایصال ثواب کا بہترین ذریعہ ہے ______ 87
صدقہ کی چھاؤں میں ______ 90
صدقہ بری موت سے بچاتا ہے ______ 92
* توبہ کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ مسکراتے ہیں ______ 95
توبہ کا معنی ومفہوم ______ 97
توبہ کرنے سے اللہ خوش ہوتے ہیں ______ 97
افضل ترین دن ______ 99
توبہ انبیاء وصالحین کا طرۂ امتیاز ہے ______ 99
بہترین خطا کار ______ 101
توبہ کا دروازہ کھلا ہے ______ 101
توبہ قبول کرنا رب کریم کا فضل عظیم ہے ______ 105
رسول اکرم ﷺ کا توبہ کرنا ______ 106
میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے ______ 108
موت سے پہلے توبہ کر لو ______ 110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالحین کی توبہ کے چند واقعات ________ 111
بنی اسرائیل کے ایک آدمی کی توبہ ________ 123
* میدانِ کارزار میں ایک دوسرے کی طرف جھپٹنے والے دو آدمیوں کی طرف
دیکھ کر اللہ مسکراتے ہیں ________ 125
اس کی روشن مثال ________ 126
اسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے ________ 131
* خطیر ترین حالات میں دشمن کے خلاف سینہ سپر مجاہد ________ 134
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اللہ مسکرائے ________ 136
یہی افضل جہاد ہے ________ 137
افضل ترین شہید ________ 138
شہید کے خون سے کستوری کی مہک ________ 139
شہید کے خون کا قطرہ اللہ کو بہت محبوب ہے ________ 140
شہید کا دربارِ الٰہی میں اکرام ________ 141
شہید فردوس اعلیٰ میں ہوں گے ________ 141
شہداء کی روحیں اور عرش الٰہی کی قندیلیں ________ 143
شہید کے لیے انعامات کی بارش ________ 145
شہدائے اُحد اور ان کی تمنا ________ 146
شہداء نبیوں سے ایک درجہ نیچے ہوں گے ________ 147
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوقِ شہادت ________ 149
* آخری جنتی اور اللہ تعالیٰ کا مسکرانا ________ 154

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلف

ان الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ وعلی الہ وأصحابہ أجمعین وبعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾۔ [1]

''جو بھی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یقیناً ہم اسے ضرور زندگی بخشیں گے، پاکیزہ زندگی اور یقیناً ہم انھیں ان کا اجر ضرور بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے''۔

رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے مومن زیورِ ایمان سے آراستہ ہونے کے بعد پابند ہے کہ وہ اپنی زندگی کو نہایت ہی نفیس اور عمدہ بنائے اور اس عمدگی اور نفاست کے حصول کے لیے اسے چاہیے کہ قرآنِ کریم اور محمد کریم ﷺ کے فرامین کے مطابق اپنی زندگی کو عمل کے قالب میں ڈھال لے، باکردار متقیانہ اور صالحانہ زندگی گزارے اور جب یہ زندگی عمل سے معمور گزارے گا تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت عبادت اور زہد وقناعت میں جو لذت محسوس ہوگی وہ ایک کافر اور نافرمان شخص کو دنیا بھر کی آسائشوں اور سہولتوں کے باوجود میسر نہیں آتی۔

اور جس انسان کی زندگی عمل سے خالی ہے وہ سمجھ لے کہ وہ فضول اور بے کار زندگی

[1] سورۃ النحل:97

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزار رہا ہے اور قیامت کے دن اس کی زندگی کے متعلق جب سوال ہو گا تو دربارِ الٰہی میں اس کے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگیوں کو ایمان وعمل کے زیور سے آراستہ کریں، اس طرح جس طرح تلامذہ نبوی نے اپنی زندگیاں ایمان وعمل کے زیور سے مزین اور خوبصورت بنالی تھیں کہ وہ چلتے زمین پر تھے اور ان کے قدموں کی آہٹ اللہ کی جنت میں سنائی دیتی تھی، ایسی زندگی بنانے کے لیے ہر مومن ومسلمان کی ذمہ داری ہے کہ محنت وکوشش کرے اور اپنی زندگی کو بہتر بنائے، اس کے لیے بطورِ راہنما ہمارے پاس کلامِ الٰہی قرآن کی شکل میں اور محمد ﷺ کی حدیث ہے جن میں غوطہ زن ہو کر ہمیں ایسے ایسے جواہرات میسر آ سکتے ہیں جن پر عمل کر کے ہم اپنے مالک حقیقی کو راضی کر سکتے ہیں اور ان جواہر پاروں میں سے چند موتی اور آبگینے ہم نے زیرِ نظر کتاب میں جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور ایسے اعمال کا تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے رب ذوالجلال والاکرام عرش معلیٰ پر ہنستے اور مسکراتے ہیں اور اپنے بندوں پر خوش ہوتے ہیں۔

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ اِلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ»۔ ①

”جب آپ کا رب کسی بندے کی طرف دیکھ کر دنیا میں مسکرا دے تو اس کا حساب نہیں ہو گا“۔

اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور مسکرانا بھی اس کے بندوں کے لیے بہت بڑی نعمت اور سعادت ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں ایسے اعمال کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے جن کی وجہ سے اللہ اپنے بندے پر ہنستے ہیں۔

یہاں پر ہم ایک اور مسئلے کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کا تعلق عقیدہ کے

① مسند احمد:22476

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفت (ضحک) یعنی ہنسنا اور مسکرانا۔

اہل السنہ اور اہل الحدیث کا یہ عقیدہ اور منہج ہے کہ اللہ کی صفت ہنسنا اور مسکرانا کتب احادیث سے ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر ایسے اعمال کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا میں کرتا ہے اور اللہ عرش پر ہنستے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کیسے ہنستے ہیں جیسا کہ انسان ہنستا ہے نہیں، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر ہم کہیں کہ جیسے ہم ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہنستے ہیں تو تشبیہ ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قطعاً جائز نہیں، پھر کیسے ہنستے ہیں؟ کَمَا یَلِیقُ بِشَأْنِهِ "جیسے اس کی شان وعظمت کے لائق ہے ویسے ہنستے ہیں"۔

اور نہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں کوئی تاویل کرتے ہیں جیسا کہ ماتریدیہ اور احناف نے کی ہے کہ ضحک سے مراد عفو و بشارت یا اظہار رضامندی ہے۔

میں آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتا ہوں کہ میرا خالق و مالک مجھے بھی اور تمام قارئین کو ان اعمال پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے، میرے والدین اور اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین ثم آمین۔

اور بڑی ہی جانفشانی سے اس کی کمپوزنگ وغیرہ کرنے والے میرے برادر عزیز حافظ عبدالوھاب حفظہ اللہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

راقم الحروف:

حافظ عبدالرزاق اظہر

مدرس: امام بخاری یونیورسٹی موترہ، سیالکوٹ

خطیب: جامع مسجد مکی اہل حدیث کامونکی ضلع گوجرانوالہ

بتاریخ 05/03/2016

03338257302 03063381129

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء وأشرف المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد!

پیش نگاہ کتاب ''اعمال ایسے کہ اللہ مسکرائے'' ہمارے فاضل بھائی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرزاق اظہر حفظہ اللہ کی بہت ہی قابل قدر اور لائق تحسین کاوش ہے۔ اس میں انھوں نے اچھوتے انداز اور منفرد اسلوب میں ''رب کے مسکرانے'' کے حوالہ سے ایسے اعمال کا تذکرہ کیا ہے جن کی صحت ہر لحاظ سے قطعی ہے۔

تو اس کتاب میں محترم شیخ صاحب نے اعمال کو ایسے پیرائے میں ذکر کیا ہے کہ قاری پڑھ کر بے پناہ حلاوت اور تازگی محسوس کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں ایسے جذبات جنم لیتے ہیں کہ وہ اپنی لو رب کریم سے لگا لے۔

اور ہمارے فاضل بھائی نے جہاں اعمال کو ذکر کرنے میں حسن ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اس کے ساتھ ساتھ صحت احادیث کا التزام کر کے معاشرے میں واقع مروّجہ اعمال جن کو لوگ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں بڑی عمدگی کے ساتھ ان کا رد کیا ہے کہ وہ خود ساختہ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

یعنی جو ثبوت کے اعتبار سے صحت کے معیار پر نہیں پہنچتے تو ایسے اعمال پر وقت اور جذبات کیوں برباد کیے جائیں؟!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے فاضل بھائی بحمد للہ ان کی تحریر میں اللہ رب العالمین نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ یہ اپنے مافی الضمیر کو ایسے شگفتہ پیرائے میں احاطہ تحریر میں لانے کی سعی کرتے ہیں کہ پھر ان کی تحریر کا مطالعہ قلب وذہن میں ایک عجیب قسم کی تاثیر پیدا کرتا ہے کہ پڑھنے والے میں اس کام کا جذبہ خود بخود مچلتا ہے۔

اس کتاب کی نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ انھوں نے اس کو عام فہم اور سہل انداز میں ہر خاص وعام کے لیے مفید بنا دیا ہے۔

آخر میں اس کتاب کے مؤلف ''حافظ عبدالرزاق اظہر حفظہ اللہ'' اور ان کے والدین اور دیگر اہل خانہ کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرفِ قبولیت فرما کر ان کے لیے آخرت کا ذخیرہ اور نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

حافظ عبدالقہار محسن
استاذ: امام بخاری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی
سیالکوٹ، پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا عمل:

عقیدہ توحید پر کاربند لوگوں پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا

عقیدہ توحید پر کاربند اور اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھنے والے وہ عظیم تر انسان اور خوش نصیب لوگ ہیں کہ جنھیں دیکھ کر قیامت کے دن رب کریم مسکرائیں گے، جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَجْمَعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأُمَمَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا بَدَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَصْدَعَ بَيْنَ خَلْقِهِ مَثَّلَ لِكُلِّ قَوْمٍ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَتْبَعُونَهُمْ حَتّٰى يُقْحِمُونَهُمُ النَّارَ، ثُمَّ يَأْتِينَا رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ وَنَحْنُ عَلٰى مَكَانٍ رَفِيعٍ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَنَقُولُ: نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ. فَيَقُولُ: مَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَيَقُولُونَ: نَنْتَظِرُ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَيَقُولُ: وَهَلْ تَعْرِفُونَهُ إِنْ رَأَيْتُمُوهُ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: كَيْفَ تَعْرِفُونَهُ وَلَمْ تَرَوْهُ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. إِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ فَيَتَجَلّٰى لَنَا ضَاحِكًا. يَقُولُ: أَبْشِرُوا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا جَعَلْتُ مَكَانَهُ فِي النَّارِ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا»۔[1]

"قیامت کے دن اللہ عزوجل تمام امتوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کریں گے، جب اللہ چاہیں گے کہ لوگوں کے سامنے نمودار ہوں تو ہر قوم جس کی

---

[1] مسند احمد:19654

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرتی تھی ان کے سامنے اس کی صورت رکھ دیں گے، چنانچہ ہر قوم اپنے معبود کے پیچھے جائے گی، لہٰذا وہ ان کو جہنم کی آگ میں داخل کر دیں گے، پھر ہمارے پاس ہمارے رب عزوجل تشریف لائیں گے اس حال میں کہ ہم بلند جگہ پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم کون ہو؟ ہم کہیں گے: ہم مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ وہ کہیں گے ہم اپنے رب عزوجل کا انتظار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اگر تم اسے دیکھ لو تو پہچان لو گے؟ مسلمان کہیں گے جی ہاں ہم پہچان لیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب تم نے اسے دیکھا ہی نہیں تو پہچانو گے کیسے؟ وہ کہیں گے اس کے برابر کا کوئی ہے ہی نہیں، چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ مسکراتے ہوئے ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے اور فرمائیں گے: اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ، میں نے تمھاری جگہ کسی یہودی یا عیسائی کو جہنم میں داخل کر دیا ہے''۔

عقیدہ توحید اللہ کا حق ہے:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی یکتائی کا عقیدہ رکھنا کہ ساری کائنات کے نظام کار کو چلانے والی اور اس کی نگہداشت ونگہبانی کرنے والی صرف اور صرف ایک ہی ذات ہے اس کائنات کو بنانے اور اس نظام کو چلانے میں کسی بھی حوالہ سے اس کا کوئی ہمسر ہے، نہ کوئی ثانی ہے، اور نہ ہی کوئی مدد ومعاون ہے، اور یہ اس کا اس کی مخلوق پر حق ہے کہ اس کی یکتائی میں کائنات کی کسی بھی ہستی کو شریک نہ کریں، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں:

«بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤَخِّرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوهُ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ»۔[1]

''میں نبی ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ کے درمیان صرف کجاوے کی لکڑی حائل تھی، اسی حالت میں آپ نے مجھے آواز دی، اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں، پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے، پھر فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں، پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے، پھر فرمایا: اے معاذ! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ خاص اُسی کی عبادت کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں، پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے، پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل: 5967

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے جب یہ کام کریں تو اللہ پر اُن کا حق کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر اِن بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے"۔

عقیدہ توحید کی وجہ سے کائنات کا نظام قائم ہے:

عقیدہ توحید کائنات کی ہر مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کی وجہ سے دنیا کا یہ سارا سلسلہ جاری وساری ہے، جہان رنگ وبو میں جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے یہ صرف عقیدہ توحید کی برکت ہے، اگر عقیدہ توحید نہ ہوتا تو آج یہ جہان کا نظام بھی نہ ہوتا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے، جناب محمد کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: اَللّٰهُ، اَللّٰهُ»۔ [1]

جب تک زمین کے سینے پر ایک بھی توحید پرست رب کی توحید پر مر مٹنے والا اللہ کی یکتائی کا دم بھرنے والا موجود ہے اس وقت تک یہ جہان کا نظام باقی رہے گا"۔

اور اگر میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، مجوسیوں، اللہ کے باغیوں اور نافرمانوں، احکام الٰہیہ کے تقدس کو پامال کرنے والوں کو بھی، نعمتیں میسر ہیں، کاروبار ملے ہوئے ہیں، عزتیں نصیب ہیں، سرفرازیاں اور دنیاوی بلندیاں ان کا مقدر ہیں، تو یہ سب کچھ عقیدہ توحید والوں کی وجہ سے ہے۔

کائنات کی لذتوں سے محظوظ ہو رہے ہیں تو عقیدہ توحید والوں کی وجہ سے ہیں اور ان کے مرہون منت ہیں، اگر عقیدہ توحید والے نہ ہوتے تو گلستانوں اور چمنستانوں میں پھول نہ ہوتے، رنگارنگ دنیا کی دلفریبیاں نہ ہوتیں، یہ دنیاوی محبتیں اور الفتیں نہ ہوتیں، ماؤں کی ممتا نہ ہوتی، والد کی شفقت ومحبت نہ ہوتی، بیویوں کی مودت نہ ہوتی، متمدن شہر

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذهاب الایمان فی آخر الزمان: 148

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر نہ آتے، نہ خوبصورت اور بلند وبالا عمارتیں ہوتیں، نہ وسائل آمد ورفت میں گونا گوں قسم کی ترقیاں ہوتیں، نہ میلوں تک لہلاتے کھیت ہوتے، نہ ہی ثمر بار باغات نظر آتے۔

یہ سب کچھ عقیدہ توحید والوں کی وجہ سے ہے اور جب عقیدہ توحید والے ختم ہو جائیں گے تو پھر رب کائنات کو اس جہان کی ضرورت ہی نہیں رہے گی، پھر اس نظام کو بدل دیا جائے گا۔

آسمان کی چھڑی ادھیڑ دی جائے گی، آفتاب، ماہتاب کا نظام لپیٹ لیا جائے گا، آسمانوں میں دراڑیں اور رخنے ڈال دیے جائیں گے، ٹمٹماتے ہوئے ستارے بے نور ہو کر گر جائیں گے، فلک بوس پہاڑ اور کوہساروں کو روئی کے گالوں کی طرح اڑا دیا جائے گا گا، سمندوں میں آگ بھڑکا دی جائے گی، ندی نالے اور آبشاریں ختم کر دی جائیں گی، پر رونق اور آباد شہروں کو کھنڈرات بنا دیا جائے گا، فلک بوس عمارتیں زمین بوس ہو جائیں گی، غرض دنیائے کائنات کا کام تمام کر دیا جائے گا، یہ سب کچھ قائم ہے تو صرف عقیدہ توحید کی وجہ سے قائم ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا تھا:

مومن دی عزت تے حرمت بڑی اے
ایدی وجہ توں اے دنیا کھڑی اے
میں نئیں ایہہ کہندا اے سوہنے سنایا اے
جب تک اس دنیا تے مومن بقایا
قیامت نیں آونی نبی نے فرمایا
ایہہ دنیا نے مومن دی برکت دا سایہ اے
حدیث ایہہ میں مسلم چہ خود آپ پڑھی اے
مومن دی عزت تے حرمت بڑی اے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ توحید ہی تمام انبیاء کی دعوت کا مرکز تھا:

عقیدہ توحید ایسا بنیادی اور اساسی معاملہ ہے کہ دنیائے کائنات میں رب ذوالجلال والاکرام نے جتنے بھی انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا ہے صرف اور صرف عقیدہ توحید کی بالا دستی اور وحدانیت خداوندی کا ڈنکا بجانے اور عرش والے رب کی عظمت وبڑائی کو منوانے کے لیے ہی بھیجا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء میں واضح فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴿٢٥﴾﴾۔[1]

''اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو''۔

اور پھر ہر نبی نے اس مشن پر اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کر کے اپنی اپنی قوم کو عقیدہ توحید کی دعوت دی ہے اور اس دعوت کو روکنے اور اس کے سامنے بند باندھنے کے لیے ہر قوم نے کوشش کی جس کے نتیجہ میں انھوں نے اللہ کے پیغمبروں پر مصائب وآلام کے بادل برسائے، دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی، لیکن کوئی بھی اللہ کا نبی اس دعوت ثمینہ سے باز نہیں آیا، بلکہ ہر دکھ، غم، ہر الم برداشت کر کے بھی اپنے رب کی وحدانیت کی دعوت دی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں بیان فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴿٥٩﴾﴾۔[2]

''ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے (ان سے کہا) اے

---

[1] سورۃ الانبیاء:25

[2] سورۃ الاعراف:59

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری برادری کے لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے"۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کی طرف سیدنا ھود علیہ السلام کو بھیجا اور ان کی بھی یہی دعوت رہی ہے:

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾﴾۔[1]

"اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں؟"۔

اسی پر ہی بس نہیں حضرت صالح علیہ السلام کی بھی یہی پکار رہی:

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾﴾۔[2]

"اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (تو) صالح نے کہا کہ اے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے۔ (یعنی) یہی اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذابِ الیم میں

[1] سورۃ الاعراف:65

[2] سورۃ الاعراف:73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں پکڑ لے گا''۔

غرض یہ کہ تمام انبیاء پوری زندگی اس مشن پر گزار کر رخصت ہو گئے حتی کہ آخر الزمان پیغمبر جناب محمد کریم ﷺ بھی، دنیا میں آئے تو آپ ﷺ کی بعثت کا بھی بنیادی یہی مقصد تھا کہ کرہ ارض پر مخلوق خدا جو معبودانِ باطلہ کے سامنے سر بسجود ہو رہی ہے، پیغمبروں کی مورتیوں کو پوج رہے ہیں، وثن پرست اور غیر اللہ کی نذر و نیاز پر پلنے والے، دل میں غیروں کا خوف بسانے والے ایک رب کائنات کے مطیع و فرماں بردار اور عبادت گزار بن جائیں، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے، نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ آئے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، آ کر کہتے ہیں:

«مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي اللهُ، فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوَحَّدَ اللهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ»۔[1]

''آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں تو میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے، میں نے کہا: اللہ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس بات کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ صلہ رحمی کی جائے، بتوں کو توڑا جائے اور اللہ کی توحید کو مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے''۔

یعنی آپ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ دنیا سے جہالت و بربریت ختم ہو جائے اور دنیا میں صرف ایک اللہ کی عبادت ہو۔

پھر آپ نے اس مشن پر اپنی پوری زندگی لگائی، آپ کو کہنے والوں نے ساحر بھی کہا،

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسۃ: 832

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاہن بھی کہا، مجنوں بھی معاذ اللہ کہا، آپ پر اوجڑیاں بھی پھینکی گئیں، آپ کے راستے میں کانٹے بھی بچھائے گئے، آپ کی بیٹیوں کو بھی مارا گیا، آپ کے صحابہ کو تیل کے جلتے کڑاہوں میں ڈالا گیا، آگ کی دھونیاں دی گئیں، آپ کو بہت ستایا گیا، پتھر مارے گئے، لیکن آپ کی زبان نبوت پر پوری زندگی یہی بات رہی ہے:

«قُولُوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا»۔[1]

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ پڑھ لو، کامیاب وکامران ہو جاؤ گے''۔

اور یہ مشن رسول کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ کی وادیوں سے شروع کیا تھا، 23 سال کے مختصر ترین عرصہ حیات میں اس عظیم داعی اور عظیم مبلغ نے اس قدر انتھک محنت وکاوش کی کہ جب آپ اس دنیا سے الوداع اور رخصت ہوئے تو اس وقت نو لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا۔

عقیدہ توحید کی قوت وطاقت اور پاور:

عقیدہ توحید ایسی عظیم تر نعمت ہے، کہ یہ جس دل میں سما جاتا ہے اس دل سے پوری کائنات کا ڈر اور خوف نکل جاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ ایسی قوت وطاقت عطا فرماتے ہیں کہ کائنات کے لوگ مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، میں اس کی مثال میں صحیح بخاری کا یہ واقعہ پیش کرنا چاہوں گا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور اس کے بعد آپ نے بڑے بڑے شاہانِ دنیا اور ارباب اقتدار کی طرف خطوط ارسال کیے ان فرمانرواؤں میں ایک روم کا بادشاہ شاہ ہرقل بھی تھا جب اس کو خط ملا اس نے پڑھا، پڑھ کر پوچھتا ہے کیا عرب کی سرزمین سے کوئی قافلہ آیا ہے، بتلانے والوں نے بتلایا کہ ایک قافلہ یہاں موجود ہے جس کے سربراہ سردار ابوسفیان ہیں، شاہ ہرقل نے کہا ان کو بلا کے لاؤ، جب انھیں شاہ ہرقل کے سامنے پیش کیا تو اس نے سردار ابوسفیان سے بڑے سارے

[1] مسند احمد: 19004

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات کیے، جن میں ایک سوال یہ تھا کہ جس نے نبوت کا اعلان کیا ہے:

«مَا ذَا يَأْمُرُكُمْ»۔

”وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتا ہے؟“

تو سردار ابوسفیان نے جواب میں کہا تھا:

«أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ»۔

”بے شک وہ تمھیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور وہ تمھیں بتوں کی عبادت سے روکتا ہے اور تمھیں نماز، سچائی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے“۔

تو اس وقت شاہ ہرقل نے سنتے ہی کہہ دیا تھا اے ابوسفیان سن لے:

«فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ»۔

”جو تو کہہ رہا ہے اگر سچی بات ہے تو عنقریب وہ میرے ان دو قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا اور مجھے معلوم تھا وہ نبی نمودار ہونے والا ہے، لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا، چنانچہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں سفر کی تکالیف برداشت کر کے اس کی ملاقات کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے دونوں پاؤں دھوتا“۔

وہاں شاہ ہرقل کے دربار میں سردار ابوسفیان نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہا تھا، اپنوں سے گفتگو کی اور کہا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ»۔ [1]

''یقیناً ابن ابی کبشہ یعنی رسول اللہ ﷺ کا معاملہ بھاری ہو گیا ہے، بے شک اس سے روم کا بادشاہ ڈرتا ہے''۔

اس وقت کی بڑی بڑی طاغوتی طاقتیں بڑے بڑے فرماں روا سلطنتوں اور حکومتوں کے مالک بڑی جاہ وحشمت اور سطوتوں کے مالک بھی اس قدر محمد کریم ﷺ سے خائف تھے، کائنات کے لوگوں اس وقت اتنی طاقت نہ تھی، قوت نہ تھی، سطوت نہ تھی، حکومت نہ تھی، اسلحہ نہ تھا، ایٹم بم نہ تھا، طرح طرح کے لڑاکا طیارے نہیں تھے، ٹینک نہ تھے، توپیں نہ تھیں، لیکن یہ سفید فام لوگ اس قدر ڈرتے تھے وجہ کیا تھی کہ اس وقت عقیدہ توحید تھا رب پر ایمان اور بھروسا تھا۔

آج مسلمان امریکہ اور دیگر غیر مسلم ممالک کی بھیڑ بکری کیوں بنے ہوئے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم عقیدہ توحید سے منہ موڑ چکے ہیں، ہمارے دلوں میں محبت غیر اللہ ہے، آج آستانوں اور مزاروں پر گرنے والے کیسے غیر مسلم کا مقابلہ کر سکتے ہیں، پھر چشم فلک نے دیکھا کہ روم وایران، جو کہ اس وقت کی بڑی بڑی سپر اور طاغوتی طاقتیں تھیں ان کے ایوانوں پر بھی پرچم لہرا رہا تھا تو رب کی توحید کا لہرا رہا تھا اور محمد عربی ﷺ کی نبوت ورسالت کا لہرا رہا تھا۔

عقیدہ توحید میں ہی عزت ہے:

عقیدہ توحید میں ہی عزتوں سرفرازیوں اور بلندیوں کے راز مضمر ہیں، زمین کی پشت پر سب سے اعلیٰ وارفع معاشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاشرہ گزرا ہے، اگر بنظر غائر اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر دیکھیں تو آدمی اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان لوگوں میں وہ بھی تھے جن کا بھیڑ بکریوں کی طرح منڈیوں میں سودا ہوا کرتا تھا، ان میں وہ بھی تھے جو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ: 7

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں اور بکریوں کے پیچھے بھاگنے والے تھے، ان میں وہ بھی تھے جن کی زندگی غربت وافلاس کے کھنڈرات نظر آتی تھی، ان میں وہ بھی تھے جو جہالت، بربریت کی گھٹاٹوپ وادیوں میں لپک رہے تھے، لیکن قربان جاؤں ان لوگوں پر جن لوگوں نے عقیدہ توحید کو قبول کرلیا تھا تو پھر وہ چلتے زمین پر تھے ان کے قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی تھی، وہ چلتے زمین پر تھے ان کی شان وعظمت میں رحمان آسمان سے قرآن نازل فرماتے تھے، اگر یقین نہیں آتا تو آیئے شاہکار رسالت مآب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زندگی کو پڑھیے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی معروف زمانہ اور عظیم شاہکار کتاب البدایہ والنہایہ میں رقم طراز ہیں:

''جب جابیہ پر اسلام کے شاہینوں نے رب تعالیٰ کی توحید کا پرچم لہرایا تھا تو اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے اور صورتِ حال کیا کہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے حکمران کا حال یہ ہے کہ ایک اونٹ پر سورا ہیں، آسمان سے آفتاب عالمتاب جوبن پر گرمی برسا رہا تھا، امیر المومنین کے سر پر کوئی ٹوپی اور عمامہ بھی نہیں تھا اور رکاب کے بغیر ہی سواری پر سوار ہیں، ایک اون کی بنی ہوئی چادر ہے جب سوار ہوتے تو سواری پر بچھا کر بیٹھ جاتے، جب آرام کی غرض سے نیچے اترتے تو اسی چادر کو بستر بنا کر زمین پر بچھا لیتے، کھجور کے کھگوں کا بیگ بنایا ہوا ہے جسے سوتے وقت تکیہ بھی بنا لیتے تھے جب جابیہ پہنچے تو وہاں پر فرمانے لگے قوم کے بڑے کو میرے پاس بلاؤ تو انھوں نے جلومس کو بلایا، جسے امیر المومنین فرمانے لگے:

اِغۡسِلُوۡا قَمِیۡصِیۡ وَخِیۡطُوۡهُ وَاَعِیۡرُوۡنِیۡ ثَوۡبًا وَقَمِیۡصًا۔

''میری اس قمیض کو دھلا دو اور جہاں جہاں سے پھٹی ہوئی ہے وہاں سے سلا دو اور مجھے عاریۃً کوئی کپڑا اور قمیض لا دو''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کانٹوں سے پھٹی ہوئی قمیض کو جوڑا ہوا تھا۔

تو وہاں کے امیر جلوس کہنے لگے اے امیر المومنین!

انت ملك العرب وهذه البلاد لا تصلح بها الابل فلو لبست شيئاً غير هذا وركبت برذونا لكان ذلك اعظم فى اعين الروم۔

آپ عربوں کے سردار ہیں اور ان علاقوں میں اونٹ کی سواری اتنی اچھی نہیں سمجھی جاتی اس لیے یہ سواری درست نہیں اور ان کپڑوں کے علاوہ کوئی اچھا سا قیمتی لباس زیب تن فرمائیں اور ساتھ خچر کی سواری کریں تو یہ رومیوں کی آنکھوں میں بہت بڑی بات ہوگی''۔

تو اس وقت امیر المومنین نے جلوس سے جو الفاظ فرمائے تھے وہ آج بھی تاریخ کے سینے پر سنہری حروف سے لکھے ہوئے ہیں، فرمایا:

نحن قوم اعزنا الله بالاسلام فلا نطلب لغير الله بديلا۔

ہم ایسی قوم ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور عقیدہ توحید کی وجہ سے عزتیں، بلندیاں اور سرفرازیاں عطا فرمائی ہیں، ہم اپنا یہ منہج بنا چکے ہیں، ہمارے رگ و پیہ اور رگ وریشہ میں یہ بات سرایت کر چکی ہے اور صفہ یونیورسٹی کے معلم ومربی نے ہمیں درس ہی یہی دیا ہے کہ عزت وآبرو ملتی ہے، بلندیاں اور وقار ملتا ہے تو صرف عقیدہ توحید سے ہی ملتا ہے، لہٰذا اس کے علاوہ ہم کائنات کی کسی بھی چیز سے عزت ووقار کا عقیدہ اور سوچ فکر نہیں رکھتے۔

اور انہیں الفاظ سے ملتے جلتے کلمات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں سیدنا ابوعبیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن جراح رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، کہا:

انکم کنتم اذل الناس واحقر الناس واقل الناس فاعزکم اللہ بالاسلام فمهما تطلبوا العز يذلكم الله۔

اے ابوعبیدہ! کائنات میں تم سے بڑھ کر کوئی ذلیل قوم نہ تھی، حقیر لوگ نہ تھے، قوت وطاقت کے اعتبار سے تم سے کم تر، کم ہمت قوم دنیا میں نہیں تھی، تمھیں عقیدہ توحید کی وجہ سے اور محمد کریم ﷺ کی غلامی کی وجہ سے اللہ نے عزتیں عطا فرمادی ہیں۔

اور سن لو! عزت نئے کپڑوں اور اعلیٰ پوشاکوں میں نہیں، عزت دنیا کے مال وزر اور دنیا کی ریل پیل سے نہیں، کعبہ کے رب کی قسم عزت اللہ نے اسلام اور عقیدہ توحید کی وجہ سے عطا فرمائی ہے اور جب تم دنیا کی ان چیزوں سے عزت کا منہج بنالو گے، ان میں عزتیں اور وقار سمجھ بیٹھو گے تو پھر انجام کار یہ ہوگا کہ کائنات کا رب تمھیں دنیا میں ذلیل ورسوا اور خوار کر کے رکھ دے گا''۔[1]

عقیدہ توحید کی مٹھاس اور حلاوت:

عقیدہ توحید میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مٹھاس رکھی ہے اور اس کی حلاوت جب کسی دل کو محسوس ہو جاتی ہے، پھر پوری کائنات کے لوگ مل کر بھی اس کے دل سے عقیدہ توحید کو نکال نہیں سکتے اور اس بات پر تاریخ شاہد ہے کہ توحید پرستوں اور پرستاران خدائے بزرگ وبرتر نے جب عقیدہ توحید کو قبول کر لیا تو پھر مصائب وآلام آئے، دکھوں اور غموں نے آ کر ڈیرے ڈال لیے، ظلم وستم، ان پر برق آسمانی بن کر برسے، ان کی چمڑیاں بھی ادھیڑ دی گئیں، انھیں ستایا بھی گیا، رلایا بھی گیا، لیکن وہ عقیدہ توحید پر اتنے کاربند کہ

---

[1] البداية والنهاية: 70/7

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑوں کی صلابت بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور پھر اس راستہ میں دکھ، کوئی رنج والم ان کے پایہ ثبات کو متزلزل نہیں کر سکا۔

اگر اعتبار نہیں تو آیئے تاریخ کا سینہ چاک کیجیے، اور پڑھیے۔

آلِ یاسر! صبر کرو:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بنو مخزوم کے غلام تھے۔ یہ اپنے والدین کے ساتھ اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ انہیں طرح طرح کی دردناک سزائیں دیا کرتے۔ چلچلاتی دھوپ میں گرم اور پتھریلی زمین پر ان تینوں کو لٹا دیا جاتا اور انہیں گھسیٹ گھسیٹ کر مارا جاتا۔ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے:

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ وَعَلٰى رَأْسِهِمْ اَبُوْ جَهْلٍ يُخْرِجُوْنَهُمْ اِلَى الْاَبْطَحِ اِذَا حَمِيَتِ الرَّمْضَآءُ فَيُعَذِّبُوْنَهُمْ بِحَرِّهَا۔

”مشرکین مکہ جن کے پیش پیش ابوجہل ہوتا، ان تینوں (عمار، ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ) کو چلچلاتی دھوپ میں جب کہ شدتِ تپش سے زمین گرم ہو جاتی بطحائے مکہ میں نکالتے اور وہاں کی گرم زمین پر لٹا کر انہیں سزائیں دیا کرتے تھے“۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ان کے پاس سے ہوتا اور آپ انہیں اسلام کی خاطر یہ سخت ایذائیں برداشت کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے:

«صَبْرًا اٰلَ يَاسِرٍ، فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ»۔ [1]

”آلِ یاسر! صبر سے کام لو، یقیناً تمہارے وعدے کی جگہ جنت ہے“۔

اس دردناک عذاب کی تاب نہ لا کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے اور ابوجہل نے ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار

[1] مستدرک حاکم: 383/3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر شہید کر ڈالا۔ اسلام میں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہونے کی سعادت سب سے پہلے اسی خاتون کے نصیب میں آئی، پھر اس کے بعد کفار مکہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو طرح طرح کے عذاب دینا شروع کیے، چنانچہ کبھی تو انہیں گرم پتھریلی زمین پر لٹا کر، کبھی ان کے سینے پر گرم چٹان رکھ کر اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دے کر انہیں اذیت سے دو چار کرتے اور کہتے:

لَا نَتْرُكُكَ حَتّٰى تَسُبَّ مُحَمَّدًا وَتَذْكُرَ اٰلِهَتَنَا بِخَيْرٍ۔

"جب تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نامناسب الفاظ نہیں کہے گا اور ہمارے معبودوں کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرے گا، ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے"۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین مکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جب سخت سے سخت سزائیں دینے لگے تو انھوں نے مشرکوں کے مطالبہ پر چند نامناسب باتیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہہ دیں۔ پھر انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا شکوہ کیا کہ مشرکین جب مجھے مارتے ہیں اور سخت ترین عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تو اس وقت میں ان کے مطالبہ پر آپ کی شانِ اقدس میں چند گستاخانہ کلمات کہہ دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

«كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟»۔

"اس وقت تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟"۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

«مُطْمَئِنًّا بِالْإِيْمَانِ»۔

"میرا دل دولتِ ایمان سے سرشار ہوتا ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«فَإِنْ عَادُوْا فَعُدْ»۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر وہ پھر مجبور کریں تو تمھیں اجازت ہے''۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾﴾۔ [1]

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا''۔

بلاذری نے محمد بن کعب سے بیان کیا ہے:

كَانَ عَمَّارٌ يُعَذَّبُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ۔

''عمار رضی اللہ عنہ کو اتنا سخت عذاب دیا جاتا کہ (وہ حواس کھو بیٹھتے اور) انہیں معلوم نہ ہوتا کہ ان کی زبان سے کیا کچھ نکل رہا ہے''۔

ابن سعد نے محمد بن کعب ہی کے حوالے سے لکھا ہے:

اَخْبَرَنِيْ مَنْ رَاٰى عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ مُتَجَرِّدًا فِيْ سَرَاوِيْلَ۔

''مجھے اس آدمی نے بتایا ہے جس نے عمار رضی اللہ عنہ کو صرف پاجامہ پہنے ہوئے دیکھا''۔

اس آدمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی پشت پر زخم کے آثار دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا:

هٰذَا مَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَذِّبُنِيْ فِيْ رَمْضَاءِ مَكَّةَ۔

---

[1] سورۃ النحل:106

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مکہ کی گرم زمین پر لٹا کر قریش مجھے جو سزائیں دیتے تھے یہ اسی کے آثار ہیں''۔

قارئین کرام! آپ کے سامنے مکہ کی سرزمین پر ظلم کا پہاڑ توڑنے والے مشرکین مکہ اوران کی بہیمانہ کارروائیوں کا شکار ہونے والے ایک ہی خاندانِ مظلوماں کا یہ عکس پیش کیا گیا جب کہ حقیقت اس سے کہیں زیادہ دل دہلا دینے والے واقعات سے عبارت ہے۔

مردانگی وبہادری، خودداری وجوانمردی، حوصلہ مندی وروشن ضمیری اور کرامتِ انسانیت کا سر اس وقت شرم سے جھک جاتا ہے جب کوئی سنتا ہے کہ ''فرعون ھذہ الامۃ'' کے لقب سے ملقب ظالم وجابر بدبخت ابوجہل عمرو بن ہشام نے ایک مظلوم ومسکین، غریب ونادار اور لاچار لونڈی کو زیر ناف نیزہ مار کر صرف اس لیے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ کہتی تھی:

«رَبِّیَ اللّٰهُ»۔

''میرا رب اللہ ہے''۔

اگر اس امت کے فرعون نے یہ حرکت پس پردہ بھی کی ہوتی تب بھی وہ قابل سرزنش وقابل ملامت ہوتا اور انسانیت اسے بخشنے کو تیار نہ ہوتی، پھر ایسی صورت میں اس کا جرم کس قدر قابل نفرت اور گھناؤنا ہو جاتا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ قریش کی آنکھوں کے سامنے کیا۔

عقیدہ توحید والوں کا احترام:

عقیدۂ توحید رکھنے والے لوگوں کی عزت وآبرو اور احترام کا عالم یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز ان کی عزت وتوقیر کو مد نظر رکھتی ہے جس کی بین اور روشن مثال سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ہے۔

سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ والیٔ افریقہ اور عساکرِ اسلام کے سپہ سالار تھے، وہ بحرِ ظلمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساحل پر تن تنہا کھڑے ہوئے اور نماز کی ادائیگی کے بعد اعلائے کلمۃ اللہ کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی تلوار آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«وَاللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ وَرَآءَ هٰذَا الْمَآءِ اَرْضًا لَخُضْتُهُ بِفَرَسِيْ هٰذَا رَافِعًا رَايَةَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ»۔

"اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس پانی کے پیچھے بھی کوئی خالی زمین ہے تو میں کلمہ لا الہ الا اللہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے اپنے اس گھوڑے سے سمندر پار کر جاتا"۔

یہی وہ عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ ہیں جن کو امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے زمام خلافت سنبھالنے کے بعد دس ہزار مجاہدین اسلام کی معیت میں افریقیہ روانہ کیا تھا جس کو انھوں نے فتح کر لیا، پھر افریقیہ کے ایک شہر قیروان کی آبادکاری کا نقشہ مرتب کیا، جہاں گھنے درختوں کی کثرت تھی اور جہاں درندوں، حیوانوں اور موذی جانوروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی، چنانچہ وہاں کھڑے ہو کر عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بلند آواز سے گویا ہوئے:

اِنَّا نَازِلُوْنَ فَاظْعَنُوْا۔

"ہم (مجاہدین اسلام) یہاں اترنے والے ہیں اس لیے) تم جتنے بھی درندے یا موذی جانور ہو) سب کے سب نکل جاؤ"۔

راوی کا بیان ہے:

فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ مِّمَّا كَانَ مِنَ السِّبَاعِ وَغَيْرِهَا اِلَّا خَرَجَ وَجَعَلْنَ يَخْرُجْنَ مِنْ جُحْرِهِنَّ حَتّٰى اِنَّ السِّبَاعَ كَانَتْ تَحْمِلُ اَوْلَادَهَا[1]

"چنانچہ وہاں کوئی درندہ یا دیگر موذی جانور نہ بچا اور سب کے سب اپنے

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 533/3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوراخوں سے نکلنے لگے حتی کہ جن درندوں کے بچے چل نہیں سکتے تھے، وہ اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے جا رہے تھے"۔

یہ تھے ہمارے اسلاف، جن کی ایک آواز پر درندے اور موذی جانور اپنا مسکن چھوڑ کر ان کی رہائش کا بندوبست کر دیتے تھے اور آج ہم ہیں کہ ہماری ہی زمین وجائیداد دشمنانِ اسلام نے ہڑپ کر رکھی ہیں اور ہم بے بسی سے تماشا کر رہے ہیں۔

یہ وہ احترام ہے جو عقیدہ توحید والوں کا جانور درندے اور موذی چیزیں بھی کیا کرتی تھیں۔

......❋......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا عمل:

رات کو قیام کرنے والے شخص پر اللہ مسکراتے ہیں

جب رات کی سیاہی چھائی ہوئی ہو اور اس کی کالی چادر نے کائنات کے لوگوں کو اپنے پہلو میں سمیٹا ہوا ہو اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہو، کائنات کے باسی اپنے نرم وگرم بستروں پر آرام کی نیند سوئے ہوئے ہوں تو اس وقت شیطان کے آہنی پنجوں کو توڑ کر بندہ جب وضو کر کے اپنے خالق ومالک کے سامنے قیدی بن جاتا ہے اور قیام کے لیے کمر بستہ ہو جاتا ہے تو اس وقت عرش معلیٰ پر رب کائنات اپنے اس بندے کے اس عظیم اور بلند وبالا عمل پر مسکراتے ہیں، جیسا کہ نبی محترم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ وَيَسْتَبْشِرُ بِهِمْ».

''تین آدمیوں سے اللہ محبت اور والہانہ پیار کرتے ہیں اور انھیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ مسکراتے اور ہنستے ہیں اور ان کو بشارت سناتے ہیں''۔

ان تین خوش نصیب لوگوں میں سے ایک وہ شخص ہے:

«وَالَّذِي لَهُ امْرَأَةٌ حَسَنَةٌ وَفِرَاشٌ لَيِّنٌ حَسَنٌ فَيَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ: يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَيَذْكُرُنِي وَلَوْ شَاءَ رَقَدَ». [1]

جس کے دامن میں خوبصورت بیوی ہے اور بہترین نرم وگرم بستر ہے، لیکن وہ ان ساری آسائشوں سے بے نیاز ہو کر تہجد کے لیے قیام کرنے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے متعلق فرماتے ہیں اور اس وقت

[1] صحیح الترغیب والترھیب للألبانی، کتاب النوافل، باب الترغیب فی قیام اللیل: 629

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا یہ فرمانا بھی ہمارے خالق و مالک کا ناز اور فخر ہوتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنی تمام تر خواہشات کو چھوڑ کر اپنی نیند کو قربان کر کے، نرم وگرم بستر کو چھوڑ کر، دامن میں سلانے والی خوب رو بیوی سے پہلو تہی اختیار کر کے میرے سامنے فقیر بن کر کھڑا ہے، میری یاد میں آنسو بہا رہا ہے، اپنے گناہوں پر نادم ہو رہا ہے اگر یہ چاہتا تو سو بھی سکتا تھا''۔

رب ذوالجلال خوش ہوتے ہیں:

مسند احمد میں اس مفہوم کی ایک اور حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ:

''ہمارا پروردگار، خالق و مالک دو آدمیوں پر بہت خوش ہوتا ہے:

رَجُلٍ ثَارَ عَنْ وِطَآئِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهٖ وَحِبِّهٖ إِلٰى صَلَاتِهٖ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا: أَيَا مَلَآئِكَتِيْ أُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَوِطَآئِهٖ مِنْ بَيْنِ حِبِّهٖ وَأَهْلِهٖ إِلٰى صَلَاتِهٖ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِيْ»۔[1]

''ایک وہ آدمی جو نرم وگرم بستر اور خوبصورت حسین وجمیل اور محبوب ترین بیوی کو چھوڑ کر نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، تو رب کائنات عرش معلیٰ پر فخر سے فرماتے ہیں میرے اس بندے کو دیکھو نرم وگرم بستر کو چھوڑ کر، محبوب بیوی کو خیر آباد کہہ کر میری رحمت کا متلاشی بن کر اور میرے عذابوں کا خوف دل میں بسائے ہوئے قیام کر رہا ہے اور میں رب العالمین کو منا رہا ہے اور میری رضامندی اور خوشنودی حاصل کر رہا ہے''۔

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب للألباني، كتاب النوافل، باب الترغيب في قيام الليل: 630

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح طبرانی کی ایک اور روایت ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

« اِنَّ اللّٰهَ لَيَضْحَكُ اِلٰى رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ قَامَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ مِنْ فِرَاشِهٖ وَلِحَافِهٖ وَدِثَارِهٖ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَآئِكَتِهٖ: مَا حَمَلَ عَبْدِيْ هٰذَا عَلٰى مَا صَنَعَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا رَجَاءَ مَا عِنْدَكَ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدَكَ فَيَقُوْلُ: فَاِنِّيْ قَدْ اَعْطَيْتُهٗ مَا رَجَاءَ وَاَمَّنْتُهٗ مِمَّا يَخَافُ »۔[1]

”رب کائنات دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستے اور مسکراتے ہیں، ایک وہ شخص جو سردی کی ٹھٹھرتی راتوں میں اپنے نرم ونازک بستر کو چھوڑ کر یخ بستہ پانی سے وضو کر کے اپنے خالق ومالک کے حضور قیام اللیل کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، نماز ادا کرتا ہے تو رب تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں، میرے بندے کو اس چیز پر کس نے آمادہ کیا ہے، تو جواب میں اللہ کے فرشتے عرض پرداز ہوتے ہیں اللہ تیری رحمتوں، نعمتوں، محبتوں کی امید نے اور تیری بھڑکتی اور دھاڑتی ہوئی جہنم کے خوف وحراس نے، پھر رب ذوالجلال والاکرام اپنے فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں میرے فرشتو! جس چیز کی امید لے کر یہ میرا بندہ ساری کائنات سے بے نیاز ہو کر میرے دروازے کا منگتا بنا ہوا ہے وہ میں نے اسے عطا فرما دی ہے اور جس چیز کے ڈر اور خوف نے اس کو بستر سے نکال کر مصلے کی پشت پر کھڑا کر دیا ہے میں نے اپنے اس بندے کو اس سے امن وچین اور سکون عطا فرما دیا ہے“۔

اور اگر ایسے شخص کو دیکھ کر رب ارض وسما عرش معلیٰ پر ہنستے ہیں تو اس کے برعکس وہ لوگ جن کی راتیں شراب وکباب کی محافل میں گزرتی ہیں، جن کی راتیں زنا کاری

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب للألبانی، کتاب النوافل، باب الترغیب فی قیام اللیل: 630

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وبدکاری کے اڈوں پر گزرتی ہیں، چوری چکاری اور ڈاکہ زنی کرتے گزرتی ہیں، اللہ کی معصیتوں اور نافرمانیوں پر گزرتی ہیں، ان پر اللہ کی ناراضگی اور غضب ہوتا ہے۔

✱......عظیم جوڑا:

سنن أبي داود میں حضرت امام ابوداود رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے جس کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے نبی کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میاں بیوی کے لیے اپنا دامن رحمت اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کی اور وہ بلند بخت جوڑا وہ ہے جو رات کی سیاہی میں قیام اللیل کے لیے ایک دوسرے کو اٹھاتے ہیں، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

«رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ».

''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحمت فرمائے جو رات جاگ کر تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگاتا ہے اور اس نے بھی نماز ادا کی اور اگر وہ نیند کے غالب آجانے کی وجہ سے نہیں اٹھتی تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار مار کر اٹھاتا ہے''۔

اور اسی طرح رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لیے بھی رحم کی دعا فرمائی ہے:

«رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ».[1]

''اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو نمازِ تہجد کے لیے اٹھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی اٹھاتی ہے اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار مار کر اٹھاتی ہے''۔

---

[1] ابوداود، باب تفریع أبواب الوتر، باب الحث علی قیام اللیل: 1450

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! آج ہمارے معاشرے میں ایسا جوڑا تلاش کرنے سے بھی میسر نہیں آئے گا، کیونکہ آج مسلمانوں کی سوچ وفکر بے راہ روی کا شکار ہو چکی ہے، کاش آج مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے مطابق اپنی زندگی بنا لیں تو دنیا وآخرت کی کامیابیاں ان کے قدم چومیں گی۔

والدین دن بدن پریشانیوں کے گرداب میں پھنستے جا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کو چاہیے تھا کہ وہ تہجد کے وقت اٹھ کر اپنی اولاد کے لیے اپنے رب کی منت سماجت کرتے، جس سے اللہ تعالیٰ اولاد کے حالات بدل دیتا۔

آج والدین اپنی ذمہ داری بھول گئے جس کی وجہ سے آج معاشرہ طرح طرح کی پریشانیوں اور زخموں سے چور چور ہے، آج بھی اگر والدین اپنی اصل کی طرف لوٹ آئیں تو معاشرہ درست خطوط پر چل سکتا ہے۔

✱......قیام اللیل مومن کا شرف:

یقیناً قیام اللیل اور رات کی عبادت جہاں جلیل القدر عبادت ہے، رب کی قربت کا ذریعہ ہے اور نبی کائنات ﷺ کی سنت ہے وہاں یہ قیام مومن کے لیے بہت بڑا شرف بھی ہے، جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «يَا مُحَمَّدُ، عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحْبِبْ مَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مَفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ» ثُمَّ قَالَ: «يَا مُحَمَّدُ شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ»۔[1]

"نبی محترم جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے کہتے ہیں اے محمد! آپ جتنی چاہیں زندگی گزار لیں آخر موت آ کر ہی

[1] مستدرک حاکم:7921

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے گی، جس سے چاہیں جتنی بھی محبت کر لیں آخر اس سے جدا ہو کر ہی رہیں گے، جتنے چاہیں اعمال کر لیں آپ کو ان کی جزا ضرور دی جائے گی، لیکن آپ جان لیں کہ مومن کا شرف اس کا رات کو قیام کرنا ہے اور اس کی عزت وآبرو اور وقار لوگوں سے بے پرواہی اختیار کرنا ہے"۔

✱......قیام اللیل افضل ترین نماز ہے:

قیام اللیل اس قدر عظیم اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے کہ فرض نماز کے بعد اگر کوئی افضل ترین اور بلند ترین عبادت ہے تو وہ قیام اللیل ہی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ وَأَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللهِ الْمُحَرَّمِ»۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ فرض نماز کے بعد کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ اور رمضان کے مہینے کے بعد کون سے روزے سب سے افضل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے اور رمضان کے مہینے کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں"۔

اور اسی طرح مسند ابی یعلی کی روایت ہے، صہیب بن نعمان رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ خَمْسًا

[1] صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب فضل صوم المحرم: 1163

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَإِنْ صَلَّاهَا بِأَرْضٍ فَاتَمَّ وُضُوْءَهَا وَرُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ صَلَاتُهُ خَمْسِيْنَ دَرَجَةً»۔ ①

''آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اکیلے نماز ادا کرنے سے پچیس درجے بلند اور بہتر ہے اور اگر وہ کسی علاقے میں اکیلا نماز پڑھتا ہے، اپنے وضو، رکوع اور سجدے کو مکمل کرتا ہے تو اس کی نماز پچاس درجے بلند اور بہتر ہو جاتی ہے''۔

اس لیے افضل ترین نماز فرضی نماز ہے اور عبادات میں قیام اللیل سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔

قیام اللیل گناہوں کو مٹانے کا بہترین ذریعہ ہے:

رات کا قیام بندے کی زندگی کے گناہوں کو مٹانے کا بہت بڑا ذریعہ بھی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

«أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ» قَالَ ثُمَّ تَلَا ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ۔ ②

''کیا میں تمہیں خیر کے دروازے نہ بتاؤں۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور آدھی رات کو نماز پڑھنا (یعنی یہ بھی اور خیر ہے) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾۔ ''انکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں) حتی کہ آپ ﷺ نے يَعْمَلُوْنَ

① مسند أبي يعلي: 1011

② جامع ترمذی، ابواب الایمان، باب ما جاء فی حرمۃ الصلاۃ: 2616

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تک یہ آیت پڑھی"۔

رات کا قیام اللہ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے:

رات کا قیام کرنے سے بندہ اپنے خالق و مالک کے بہت زیادہ قریب ہو جاتا ہے اور اللہ کا قرب ہی آنکھوں کا سکون اور دلوں کی زندگی ہے اور اسی سے ہی بندہ تمام تر سعادتوں کو سمیٹتا ہے، جیسا کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

«أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ»۔ [1]

"رات کے آخری حصے میں بندہ اپنے رب سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے اگر تم اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہو سکو تو ایسا کر لیا کرو"۔

قیام اللیل دل سے غفلت کو دور کرتا ہے:

وہ آدمی جس کا دل غفلتوں کی نیند سو چکا ہے وہ میرے محبوب پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے اس نسخہ کیمیا پر عمل کرے رات کو اٹھنا شروع کر دے، مالک کائنات اس کے دل سے غفلتوں کے پردے چاک کر کے اسے آفتاب عالمتاب کی طرح چمکتا دمکتا بنا دے گا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ»۔ [2]

"جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا

---

[1] ترمذی، أبواب الدعوات، باب: 3579

[2] ابوداود، أبواب قراءة القرآن، باب تحزیب القرآن: 1398

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور نماز میں کھڑے ہو کر سو آیتیں پڑھے گا وہ فرمانبرداروں میں لکھا جائے گا اور جو ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ بے حد ثواب پانے والوں میں لکھا جائے گا''۔

آیئے اگر آپ اپنے دل کو جلا بخشنا چاہتے ہیں، دل کو سکون واطمینان دینا چاہتے ہیں تو پھر چھوڑیے موسیقی، کنارہ کش ہو جایئے ناچ گانوں سے، پہلو تہی اختیار کیجیے شیطانی کھیلوں اور لہو ولعب سے، بچیے نشہ آور چیزوں اور شراب وکباب کی محافل سے، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو پر سکون زندگی عطا فرما دے گا شرط یہ ہے کہ آپ پانچ وقت کے نمازی بن جائیں اور تہجد کی نماز ادا کرنا شروع کر دیں۔

جب رحمان اپنے بندوں کو صدا لگا رہا ہوتا ہے:

پھر تہجد کا وقت وہ ہے جب رب تعالیٰ عرش معلّٰی سے آسمان دنیا کی طرف آتے ہیں اور اپنے بندوں کو منادی لگاتے ہیں، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ، فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ» ۔[1]

''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا پر اترتا ہے، جب کہ آخری تہائی رات باقی رہتی ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے، جو مجھ سے دعا مانگے، تو میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے، جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو دے دوں، اور کون ہے، جو مجھ سے بخشش چاہے، تو میں اس کو بخش دوں''۔

ساری ساری رات فلمیں، ڈرامے دیکھ کر گزار دینے والو، منڈیوں، بازاروں میں

[1] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء فی الصلاۃ من آخر اللیل: 1145

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کھپا دینے والو، ان کاموں کے لیے رات گزارتے ہو جن میں ہمارے خالق و مالک کی نافرمانی ہوتی ہے، کبھی مصلے کی پشت پر بھی رات گزاری ہے، دیکھو اس وقت میں اٹھے گا تو تیرا رب تجھے پکار رہا ہے، مانگ لے اس سے جو کچھ بھی مانگنا چاہتا ہے، وہ رب تجھے ضرور عطا فرمائے گا۔

قیام اللیل جنت کے بالاخانوں کا وارث بناتا ہے:

قیام اللیل رب کائنات کی سب سے بڑی نعمت جنت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے خصوصی انعام رکھا ہے، اس میں بالاخانوں اور محلوں کا وارث بنا دینے والا عمل ہے، جیسا کہ نبی کائنات ﷺ کا فرمانِ گرامی سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا. فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ»۔[1]

جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے نظر آئے گا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کیا وہ کس کے لئے ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اس کے لئے ہیں جس نے اچھی گفتگو کی، کھانا کھلایا ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اللہ کے لئے نماز پڑھی"۔

قیام اللیل دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے:

آج معاشرے میں ہر شخص پریشان اور اضطرابی کیفیت میں ہے، لوگ کہتے ہیں کہ

---

[1] ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في قول المعروف: 1984

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، بڑے بڑے کٹھن مسائل اور حالات ہیں جو آسانیوں کی طرف نہیں آ رہے، دعائیں بھی کرتے ہیں، لگتا ہے قبول نہیں ہوتیں۔

میرے بھائی! آئیں ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ والی زبان مصطفیٰ ﷺ سے نکلے ہوئے ان کلمات پر عمل پیرا ہو جائیں، کعبہ کے رب کی قسم! آسمان پہ رحمٰن آپ کی ان شاء اللہ ساری دعائیں قبول فرمائے گا، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، أَوْ دَعَا، اسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».[1]

''جو شخص رات کو اٹھے اور: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہے، پھر کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي یا دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اگر اس نے وضو کیا تو اس کی نماز مقبول ہوتی ہے''۔

قیام کرنے والے کا اجر برقرار:

رات کا قیام کرنے والا اللہ کو اتنا محبوب ہے کہ وہ سفر میں ہے یا بیمار ہو گیا ہے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے یا پھر رات کو آنکھ ہی نہیں کھلی تو رب کائنات اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں جیسے یہ روزانہ نماز ادا کرتا تھا تم اجر لکھتے تھے آج بھی اسی طرح اجر لکھو جیسا کہ سنن

[1] صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلي: 1154

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسائی کی روایت ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ اس کو بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِيْ أَنْ يَّقُوْمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى أَصْبَحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ»۔[1]

''جو بستر پر آئے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اٹھ کر نماز پڑھوں گا۔ پھر اس پر نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ سوتے سوتے صبح ہوگئی تو اس کو جس عمل (نماز تہجد) کی اس نے نیت کی اس کا ثواب بھی ملے گا اور اس کی نیند رب کی جانب سے اس پر صدقہ ہے''۔

شقیق رحمہ اللہ کا بیان ہے:

مَرِضَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَعُدْنَاهُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ فَعُوْتِبَ فَقَالَ: إِنِّيْ لَا اَبْكِيْ لِأَجْلِ الْمَرَضِ لِأَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: «اَلْمَرَضُ كَفَّارَةٌ» وَإِنَّمَا اَبْكِيْ اَنَّهُ اَصَابَنِيْ عَلٰى حَالِ فَتْرَةٍ وَلَمْ يُصِبْنِيْ فِيْ حَالِ إِجْتِهَادٍ لِأَنَّهُ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْاَجْرِ إِذَا مَرِضَ مَا كَانَ يُكْتَبُ لَهُ قَبْلَ اَنْ يَّمْرِضَ فَمَنَعَهُ مِنْهُ الْمَرَضُ۔[2]

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے (تو ہم لوگ آپ کی عیادت کو گئے، وہ ہمارے سامنے رونے لگے لوگوں نے (یہ گمان کرکے کہ وہ بیماری کی تکلیف اور اپنی زندگی کی محبت کی وجہ سے رو رہے ہیں) اس پر ناگواری کا اظہار کیا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بیماری کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں کیونکہ میں نے تو خود رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیماری

[1] نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب من أتی فراشہ وھو ینوی القیام فنام: 1787

[2] مشکوٰۃ المصابیح: 357/1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے میں تو صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ میں سستی (یعنی بڑھاپے) کی حالت میں بیماری میں مبتلا ہوا قوت (یعنی جوانی) کی حالت میں بیماری میں مبتلا کیوں نہیں ہوا؟ کیونکہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اس کے (ایام بیماری میں) وہی اعمال لکھے جاتے ہیں جو اس کے بیمار ہونے سے پہلے لکھے جاتے تھے اور اب بیماری نے اسے اس عمل سے باز رکھا"۔

قیام اللیل صالحین کا طریقہ ہے:

اور رات کے وقت اٹھ کر اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونا یہ کوئی معمولی اور عام عمل نہیں بلکہ یہ تو نیکوکار اور صالحین کا طریقہ کار ہے، بلکہ ان کی صالحیت کے اندر اس عمل کا بنیادی اور اساسی کردار ہے، آپ بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے اتقیاء اور مقربین کی زندگی پڑھیں، راتوں کو اٹھنا ان کا مشغلہ نظر آئے گا، جیسا کہ محمد کریم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے، ابوامامہ رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان کرتے ہیں، نبی کل کائنات جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ»۔[1]

"رات کا قیام لازم پکڑو وہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، قرب خداوندی، برائیوں کا کفارہ اور گناہوں سے رکاوٹ ہے"۔

قیام اللیل قرآن یاد کرنے کا بہترین فارمولہ:

جو لوگ قرآنِ کریم کو بڑے ذوق وشوق کے ساتھ حفظ کر لیتے ہیں مگر اس کو یاد نہیں رکھ پاتے دنیاوی کام کاج اور مصروفیات میں وہ اس عظیم دولت اور خزینہ گنجینہ سے محروم ہو جاتے ہیں، میرے محبوب پیغمبر جناب محمد کریم ﷺ نے گارنٹی دی ہے کہ وہ رات کا قیام

[1] ترمذی، ابواب الدعوات، باب: 3549

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا شروع کر دیں، اللہ اس کے لیے قرآن کو یاد رکھنا آسان فرما دیں گے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کو بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ، وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ».①

''اور جب قرآن پڑھنے والا اسے رات دن پڑھتا رہے تو اسے یاد رہتا ہے اور جب اسے نہ پڑھے تو وہ اسے بھول جاتا ہے''۔

قیام اللیل جنت میں سلامتی سے داخل ہونے کا ذریعہ:

نبی کائنات جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مندرجہ ذیل کام کرے گا جن کے اندر قیام اللیل کرنا بھی شامل ہے میں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور یہ گارنٹی آپ نے اس وقت دی تھی جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں پر پہلا خطبہ ارشاد فرمایا تھا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ، وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».②

''اے لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتہ داری ملاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے''۔

جنت میں سلامتی کا معنی یہ ہے کہ جب لوگ پل صراط سے گزریں گے تو ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زخموں سے چور چور ہو کر پل صراط کو عبور کریں گے کہ مذکورہ کام کرنے والا بندہ پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

---

① صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب الأمر بتعاهد القرآن: 789

② ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب اطعام الطعام: 3251

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالحین کے قیام کی چند مثالیں:

*......نبی اکرم ﷺ اور قیام اللیل:

آیئے میں اس ہستی کی بات کرنے جا رہا ہوں جس کو اللہ نے نبوت کا تاجور بنایا ہے، جس کے لیے اعلان فرما دیا تھا:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾۔ [1]

''تاکہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے''۔

اے میرے محبوب! آپ کے تو گناہ ہی نہیں ہیں، جب کہ حالت یہ ہے کہ راتوں کو اٹھنا اور رونا، اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہونے کی کیفیت کیا تھی، صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ۔

''آپ کے مبارک اور ریشم جیسے قدم مبارک قیام کر کر کے سوجھ جاتے، ورم پڑ جاتے تھے''۔

میں اور آپ کس باغ کی مولی ہیں جن کی فرضی نمازیں پوری نہیں، انھوں نے راتوں کے قیام کیا کرنے ہیں، آیئے اپنے ہادی، اپنے مرشد اور پیر کا حال پڑھیے، صحیح ابن حبان اور سلسلہ صحیحہ کی روایت ہے، عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اور عبید بن عمیر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ابن عمیر اماں جان سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے:

حَدِّثِيْنَا بِأَعْجَبِ شَيْءٍ رَأَيْتِيْهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتْ، وَقَالَتْ: قَامَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ ذَرِيْنِيْ أَتَعَبَّدُ لِرَبِّيْ، قَالَتْ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ قُرْبَكَ، وَأُحِبُّ مَا يَسُرُّكَ، قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِيْ حَتّٰى بَلَّ حِجْرَهُ

[1] سورة الفتح:2،1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ بَكٰى ، فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِيْ حَتّٰى بَلَّ الْأَرْضَ، وَجَآءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّا رَاٰهُ يَبْكِيْ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَبْكِيْ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ لَقَدْ نَزَلَ...الحديث۔[1]

''اماں جی! آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی جو عجیب ترین کیفیت دیکھی ہے وہ تو مجھے بیان فرمائیں، اتنے الفاظ سن کر ام المومنین بے قابو ہو گئیں، آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنا شروع ہو گئے اور فرمانے لگیں: اللہ کے رسول ﷺ ایک رات قیام کے لیے اٹھے اور آپ مجھے فرمانے لگے: اے پیاری عائشہ! مجھے چھوڑو میں اپنے خالق و مالک رب العالمین کی کچھ عبادت ہی کر لوں تو ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! مجھے آپ کا قرب ہی سب سے زیادہ محبوب ہے اور جو کام آپ کو اچھا اور بھلا لگتا ہے میں بھی اسے ہی پسند کرتی ہوں، پھر آپ ﷺ اٹھے، آپ نے وضو کیا اور قیام کے لیے آپ نے نماز شروع کر دی، کائنات کے امام نے جب قرآنِ کریم کی تلاوت شروع کی تو آپ ساتھ قرآن پڑھ رہے ہیں ساتھ ساتھ زاروقطار آنسو بہا رہے تھے، نبی رحمت ﷺ اتنا روئے، اتنا روئے کہ آنسوؤں سے آپ کی گود بھیگ چکی تھی، پھر آپ سجدے میں پڑ گئے، پھر آپ روتے ہی جا رہے تھے حتی کہ سجدہ کرنے والی جگہ آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی، پھر اتنی دیر میں بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نمازِ فجر کی اطلاع دینے کے لیے آ گئے، جب بلال رضی اللہ عنہ کی نگاہیں رحمت کائنات کے آنسوؤں پر پڑیں، تو بلال رضی اللہ عنہ یہ نہ رہ سکے، عرض کرنے لگے: اے اللہ کے

[1] سلسلہ صحیحہ، تحت حدیث:68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول! آپ کیوں اتنا رو رہے ہیں، جب کہ حالت یہ ہے کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے، تو رحمت جہاناں ، ہادی برحق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان نبوت جنبش میں آئی آپ فرمانے لگے: بلال! جس ذات نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نبوت کا تاجور بنایا ہے، جس کی رحمتوں کے بہتے دریاؤں میں میں محمد ہمہ وقت غوطہ زن رہتا ہوں، کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا:

''اسی رات میرے اوپر عرش والے رب نے کچھ آیات بینات نازل فرمائی ہیں، ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جس نے انہیں پڑھا اور پھر ان پر تدبر اور غور وخوض نہ کیا اور وہ آیات ہیں:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ﴿۱۹۰﴾﴾۔

محمد کریم ﷺ کے امتیو! آپ سے محبت کے دعویدارو، والہانہ عقیدت کے دم بھرنے والو، آؤ اپنے مرشد کی زندگی پڑھو، اف اور افسوس ہے تمھارے اوپر دعوے محبت کے کرتے ہو اور راتیں اللہ کی نافرمانیوں میں گزارتے ہو، دعوے عقیدت ومحبت کے کرتے ہو اور راتیں میچ دیکھنے، فلمیں وڈرامے دیکھنے میں گزارتے ہو، دیکھو جن کے گناہ ہی نہیں تھے، جو معصوم تھے، راتیں اپنے رب کو منانے، راضی کرنے اور خوش کرنے کے لیے مصلے پر گزار دیتے تھے، اللہ ہمیں بھی اپنے محبوب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

✱...... قیام اللیل اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں لکھتے ہیں، سالم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنِمْتُ»۔

''میں نبی ﷺ کے زمانہ میں نوجوان غیر شادی شدہ تھا اور میں مسجد میں ہی رہتا تھا، اور جو شخص خواب دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا، میں اپنے دل میں کہتا کہ یا اللہ اگر میرے لئے تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مجھ کو خواب دکھلا کہ اس کی تعبیر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروں''۔

میرے بھائیو! آج ہمارے معاشرے کے نوجوان بھی تو ہیں، ہمارے نوجوان فلموں کی نظر، ڈراموں کی نظر، ہمارے نوجوان ملیں شراب کی بھٹیوں سے، شباب وکباب کی بری مجالس ومحافل سے، کرکٹ کے میدانوں سے، ویڈیو سنٹروں سے، گیمز سے، چوری چکاری کے رستوں سے، لوگوں کی عزتوں کو برباد کرتے بازاروں اور چورستوں میں لوگوں کی بیٹیوں کو آوازے کستے ملیں گے، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جوانی پر بھی قربان، وہ عالم شباب اور ابھرتی ہوئی جوانی میں بھی راتیں گزارتے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گزارتے تھے، فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي، فَذَهَبَا بِي إِلَي النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ:

''ایک دن میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے، ان دونوں نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی جہنم کی آگ کی طرف لے گئے اور میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ کی جہنم اس طرح گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور اس کے اوپر دو سینگ بھی ہیں (جیسے کنویں کے اوپر دونوں طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکڑیاں لگا کر اوپر ایک پھرکی لگا کر پانی نکالتے ہیں) اور میں نے اس میں دیکھا وہاں جلنے والے لوگوں کو میں پہچانتا بھی ہوں، جب میں نے اس کے اس حولناک اور دلدوز مناظر دیکھے تو میں ڈر گیا، بے ساختہ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے:

«أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ».

''اے اللہ! میں تیری جہنم کی آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اتنی دیر میں ایک اور فرشتہ ہمیں ملا اور وہ مجھے کہتا ہے اے عبداللہ! کیوں خوف زدہ ہو رہے ہو، کیونکہ:

إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

''آپ تو بہت نیک ہو''۔

قارئین کرام! کسی کی نیکی کی گواہی میں دیتا ہوں، کسی کی نیکی کی گواہی محلے والے دیتے ہیں، کسی کی نیکی کی گواہی مسجد والے دیتے ہیں، عزیز واقارب دیتے ہیں، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عظمت پر قربان، ان کی صالحیت کی گواہیاں آسمان کے نورانی فرشتے دے رہے ہیں۔

فرماتے ہیں اتنی دیر میں میری آنکھ کھلی، میں بڑا غمزدہ ہوا، اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا ان کو جا کر سارا خواب سنایا، پھر انھوں نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو اس وقت رسول مکرم نبی معظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ».

''بے شک عبداللہ نیک بندہ ہے کاش کہ وہ قیام اللہ کثرت سے کرے''۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللَّيْلِ»۔ [1]

''امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کائنات کے امام محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کو سن لینے کے بعد پوری زندگی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو کم سوتے تھے اور زیادہ رات قیام اللیل ہی فرماتے تھے''۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

«لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا»۔ [2]

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے''۔

کیونکہ اپنے رب سے تعلق ایسا بن چکا تھا اور ساتھ ساتھ اللہ کی محبت اور قیام اللیل کی لذت تھی کہ رات کا بیشتر حصہ مصلے کی پشت پر گزرتا تھا۔

نوجوان بھائیو! یہ ہیں ہمارے اسلاف جن کی راتیں مصلے کی پشت پر گزرتی تھیں اور ان کے دن گھوڑے کی پشت پر میدانِ کارزار میں دشمن کے چھکے چھڑاتے ہوئے گزرتے تھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

✱......عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اور قیام اللیل:

محدثین وہ عظیم اور بلند پایہ ہستیاں تھے پوری زندگی اپنے قول و کردار، چال ڈھال سے، محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی چوکیداری کرتے رہے ہیں اور اپنے عمل سے وہ ثابت کر کے اس کائنات سے اٹھے تھے کہ ہم ہیں جنھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث، چوکیداری اور آپ کی عبادت و ریاضت، بلکہ آپ کی زندگی کے گوشے گوشے پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے، آیئے دیکھیے پاسبانِ حدیث نبوی، مفتی بیت اللہ الحرام حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک دریچہ پڑھیے حضرت امام ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب الأخذ علی الیمین فی النوم: 7030

[2] صحیح بخاری: 1122

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

النبلاء میں ابن جریج رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں، ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَزِمْتُ عَطَآءً ثَمَانِيَ عَشَرَ سَنَةً، وَكَانَ بَعْدَ مَا كَبُرَ وَضَعُفَ يَقُوْمُ إِلَى الصَّلَاةِ فَيَقْرَأُ مِائَتَيْ آيَةٍ مِنَ الْبَقَرَةِ وَهُوَ قَائِمٌ لَا يَزُوْلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَتَحَرَّكُ۔[1]

"میں نے اٹھارہ سال کا طویل عرصہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی شاگردی میں گزارہ ہے، جب وہ بڑھاپے اور عالم پیری کے ایام میں تھے تو میں نے اس وقت بھی دیکھا، وہ اللہ کے ولی نماز کے لیے رات کو کھڑے ہوتے، بڑھاپے کے باوجود، نحافت وکمزوری کے باوجود، قوا کے کمزور پڑ جانے کے باوجود سورۃ البقرۃ کی دو دو سو آیات قیام میں تلاوت فرماتے تھے اور خشوع وخضوع اللہ کے ڈر اور خوف کا عالم یہ تھا کہ حرکت تک بھی نہیں کیا کرتے تھے"۔

یہ وہ عظیم لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے صحیح معنوں میں تابعدار تھے اور یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کو آسمان سے رب العالمین خوشخبریاں بھی سناتے ہیں اور عرش معلی سے رب ان کے اعمال کو دیکھ کر ہنستے اور مسکراتے بھی تھے۔

......*......

[1] سیر أعلام النبلاء: 87/5

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا عمل:

جذبہ ایثار وقربانی سے سرشار شخص پر اللہ مسکراتے ہیں

وہ اعمال جو عرش معلیٰ پر رب کائنات کو اتنے پسند ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر ہنستے اور مسکراتے ہیں ان اعمال میں سے ایک عمل ایثار وقربانی کے جذبہ بلند پایہ سے سرشار ہونا اور مہمان کی تہہ دل سے مہمان نوازی کرنا ہے اور اس کی عملی تصویر ایک صحابی رسول ﷺ اور اس کی بیوی نے پیش کی ہے جس پر آسمان سے رب کائنات نے ان کے اس عمل پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے قرآنِ کریم کی یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝٩﴾۔[1]

''وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی بہت ضرورت مند اور حاجت مند ہوتے ہیں اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب اور بامراد شخص ہے''۔

صحیح بخاری میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں:

أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصَابَنِي الْجَهْدُ، فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ:

[1] سورۃ الحشر:9

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدَّخِرِيْهِ شَيْئًا، قَالَتْ:

نبی کل کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض پرداز ہوا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں فاقہ زدہ آدمی ہوں، بھوک کی شدت نے مجھے ستایا ہوا ہے، آپ ﷺ نے امہات المومنین کے گھروں کی طرف پیغام بھیجا، لیکن کسی بھی ام المومنین کے گھر سے ایک مہمان کا کھانا میسر نہیں آیا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا شخص نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے، اس پر ایک انصاری صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کی محبوب میں اس مہمان کی خاطر تواضع کروں گا، انھیں ساتھ لے کر گھر چلے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ ہماری خوش بختی اللہ کے رسول ﷺ کا مہمان آج ہمارے گھر میں آیا ہے، اس سے کوئی چیز بچا کے نہ رکھنا، تو بیوی نے عرض کی میرے سرتاج!

وَاللّٰهِ مَا عِنْدِيْ إِلَّا قُوْتُ الصِّبْيَةِ۔

اللہ کی قسم! میرے پاس اس وقت سوائے بچوں کے کھانے کے اور کوئی چیز بھی نہیں ہے''۔

جس پر سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَآءَ فَنَوِّمِيْهِمْ، وَتَعَالَىْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ، فَفَعَلَتْ۔

جب بچے کھانا مانگیں تو انھیں بھوکے ہی سلا دینا اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے، تو بیوی نے ایسے ہی کیا''۔

جب صبح کا وقت ہوا تو وہ انصاری آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کے آنے سے پہلے ہی جبریل امین علیہ السلام آسمان سے قرآن لے کر آ چکے تھے، آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: اے میرے ساتھی رات آپ نے کون سا عمل کیا ہے، کہا یا رسول اللہ کوئی عمل نہیں، صرف یہی تھا کہ آپ کے مہمان کی مہمان نوازی ہی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔أَوْ ضَحِكَ۔مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ»۔

"آپ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی دنیا پر یہ کام کر رہے تھے اور عرش معلیٰ پر رب کائنات تم دونوں کو دیکھ کر ہنس رہے تھے اور ساتھ ہی تمھاری عظمت میں قرآن کی یہ آیت کریمہ نازل فرما دی ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾۔ [1]

"وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی بہت ضرورت مند اور حاجت مند ہوتے ہیں اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب اور بامراد شخص ہے"۔

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود غرض نہیں تھے، بلکہ جذبہ ایثار سے سرشار تھے اور خود بھوکے رہ کر بھی گزارہ کر لیتے تھے مگر اپنے مسلمان بھائی کی بھوک کو برداشت نہیں کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ زمین پر یہ عمل کرتے، ایثار و قربانی کے جوہر دکھاتے تو آسمان پر رب خوش ہو کر ہنستے بھی تھے اور ساتھ قرآن کی آیات و بینات بھی نازل فرماتے تھے۔

جذبہ ایثار کی پہلی درس گاہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسی بلند پایہ ہستیاں تھے کہ ان کے دلوں میں دنیا کائنات کا کوئی طمع اور لالچ نہ تھا اور ان کی زندگیاں جذبہ ایثار و قربانی سے معمور تھیں، ان کے قلوب واذھان، باہمی ہمدردی، غمخواری، مصیبت میں دوسرے کے کام آنا، اپنی ضروریات پر

---

[1] سورۃ الحشر:9

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجیح دینا اور اپنے بھائی کی مجبوریوں کا خیال رکھنا ایسے اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ سے بھرپور تھے۔

لیکن یہ سبق کس درس گاہ سے حاصل کیا ان کے معلم و مربی کون تھے؟ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ایثار و قربانی کی لازوال مثالیں رقم کیں کہ کائنات ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے، اللہ کے نبی ﷺ اپنی ضرورت نہیں دیکھتے تھے، بلکہ اپنی ذات پر غیروں کو ترجیح دیتے، جس کی روشن اور تابندہ مثال صحیح بخاری کا یہ واقعہ ہے:

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ، فِيهَا حَاشِيَتُهَا، أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ، فَقَالَ: اكْسُنِيهَا، مَا أَحْسَنَهَا۔

’’ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر بطورِ تحفہ لے کر آئی تو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے پوچھا تم جانتے ہو چادر کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا: جی ہاں! شملہ ہے۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہاں شملہ ہے، تم نے ٹھیک بتایا ہے، خیر اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے اور آپ ﷺ کو پہنانے کے لیے لائی ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اس کپڑے کو قبول فرما لیا، چونکہ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت وحاجت بھی تھی، پھر اسے ازار کے طور پر باندھ کر اللہ کے نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو عرض

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں یہ تو بہت اچھی چادر ہے، اللہ کے رسول ﷺ آپ یہ چادر مجھے دے دیں۔

قَالَ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ، لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ، وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ۔

”لوگوں نے کہا کہ آپ نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کے لیے پہنا تھا اور تم نے یہ مانگ لی ہے، حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ سے جو کوئی سوال کرتا ہے آپ اسے خالی نہیں لوٹاتے،

اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

إِنِّي وَاللهِ، مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔ ①

”اللہ کی قسم! میں نے اپنے پہننے کے لیے آپ سے یہ چادر نہیں مانگی تھی بلکہ میں اسے اپنا کفن بناؤں گا، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اسی چادر میں کفن دیا گیا“۔

نبی اکرم ﷺ کو خود بھی ضرورت تھی، لیکن آپ ﷺ نے جذبہ ایثار و قربانی کا درس دیتے ہوئے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ترجیح دے دی۔

مجسمہ رحمت ﷺ کے ایثار کا عملی نمونہ:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه تخليهم من الدنيا میں رسول اللہ ﷺ کے ایثار کی روشن اور واضح مثال بیان فرمائی ہے، کبار تابعی مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

① صحیح بخاری: 1277

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«أَللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهُ، فَدَخَلَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟ قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ، قَالَ: أَبَا هِرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ:

”قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے! میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا کلیجہ زمین سے لگا دیتا اور کبھی ایسا ہوتا کہ شدت بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک روز میں بھوک کے عالم میں شاہراہِ عام پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگوں کا گزر ہوتا تھا۔ اتنے میں وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے قرآنِ کریم کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا اور میرے پوچھنے کا مقصد اس کے سوا کوئی اور نہیں تھا کہ وہ مجھے لے جا کر کھانا کھلا دیں، مگر وہ گزر گئے اور میری بات کا مقصد نہ سمجھ پائے۔ پھر میرے پاس سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے بھی قرآنِ کریم کی ایک آیت کے متعلق پوچھا اور ان سے بھی پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے آسودہ کر دیں، لیکن مقصد پورا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوا اور وہ چلتے بنے۔ اس کے بعد میرے پاس سے ابوالقاسم ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ ﷺ کی نگاہِ مبارک جب میرے چہرے پر پڑی تو مسکرائے اور میرے چہرے سے میری اندرونی کیفیت کو بھانپ لیا۔ پھر فرمایا: اے بلی والے! (پیار سے اس طرح کہا جیسے کہ عربوں کی عادت ہے) میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ ساتھ آؤ''۔ آپ آگے چل پڑے اور میں پیچھے پیچھے ہولیا۔ آپ گھر کے اندر داخل ہوئے اور اجازت طلب کی، مجھے بھی آپ نے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ایک پیالے میں کچھ دودھ دیکھ کر فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اہل خانہ نے جواب دیا: فلاں آدمی یا فلاں عورت نے اسے آپ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ!''۔

میں نے عرض کی: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِلْحَقْ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ»۔

''اہل صفہ کی خدمت میں جاؤ اور انھیں بلا کر میرے پاس لاؤ''۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«اَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ اِلٰی اَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلٰی اَحَدٍ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيْهَا».

''اصحابہ صفہ اسلامی مہمان تھے، راحت وآرام کے لیے ان کے پاس نہ تو اہل وعیال تھے اور نہ ہی مال ودولت اور نہ ہی کسی پر کوئی ذمہ داری تھی۔ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کے پاس کوئی صدقے کا مال آتا تو اسے اصحابِ صُفّہ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے اوراس میں سے کچھ تناول نہیں فرماتے تھے، البتہ اگر آپ کی خدمت میں ہدیہ آتا تو آپ اسے اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے خود بھی استعمال کرتے اور اصحاب صفہ کو بھی شریک فرماتے تھے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلانے کا حکم دیا تو مجھے ناگوار گزرا۔ میں نے دل ہی میں کہا: اصحابِ صفہ کا اتنے دودھ سے کیا بنے گا۔ میں ہی اس کے لیے کافی اور زیادہ مستحق ہوں تاکہ مجھے کچھ تقویت پہنچے (کیونکہ دودھ کچھ زیادہ نہیں ہے) پھر جب اصحاب صفہ تشریف لائیں گے تو مجھے ہی تقسیم کرنے کا حکم ہوگا، لہٰذا میں انھیں پلانے پر مامور ہوں گا اور یہ ناممکن ہے کہ ان کے بعد کچھ دودھ بچ رہے اور ادھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔

غرض میں نے اصحاب صفہ کے پاس پہنچ کر انھیں رسول اکرم ﷺ کی دعوت سے آگاہ کیا۔ وہ لوگ آئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ رسول اکرم ﷺ نے انھیں اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر اصحاب صفہ گھر کے اندر اپنی اپنی جگہ لے کر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:

«خُذْ فَاَعْطِهِمْ»۔

''یہ دودھ کا پیالہ لو اور انھیں پینے کے لیے دو''۔

میں پیالہ لے کر ایک آدمی کو پینے کے لیے دیتا، جب وہ پی کر سیراب ہو جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو مجھے واپس کر دیتا۔ پھر میں پیالہ دوسرے آدمی کو دیتا، جب وہ پی کر سیراب ہو جاتا تو پیالہ مجھے واپس کر دیتا۔ جب سارے لوگ دودھ نوش کر کے سیراب ہو گئے تو میں رسولِ اکرم ﷺ کے پاس پہنچا۔ رسول اکرم ﷺ نے پیالہ لے کر اپنے ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے، پھر فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ»۔

میں اور تم باقی رہ گئے ہیں"۔

میں نے عرض کی: آپ نے سچ فرمایا اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ نے فرمایا:

«أُقْعُدْ فَاشْرَبْ»۔

"بیٹھو اور پیو"۔

میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ آپ نے فرمایا: "اور پیو" میں نے اور پیا۔ آپ مسلسل کہے جا رہے تھے: "پیو، اور پیو" یہاں تک کہ مجھے کہنا پڑا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب مجھ سے نہیں پیا جا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پیالہ مجھے دو"۔

میں نے پیالہ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور بسم اللہ کہہ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمایا"۔ ①

اس واقعہ سے بھی ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالہ سے جذبہ ایثار و قربانی کا ہی درس ملتا ہے کہ آپ نے پہلے اپنے تلامذہ اور اصحابِ صفہ کو دودھ پلایا اور پھر

---

① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ وتخلیھم عن الدنیا:6452

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود پی کر ہماری تربیت فرمادی ہے۔

آج ہمارے معاشرے سے یہ جذبہ ایثار مفقود ہی ہو چکا ہے، ہر آدمی کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے اور دوسروں کے کام آنے کو کوئی تیار ہی نہیں، لیکن بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ آپ اپنے کسی بھائی کی ہمدردی کے لیے نکلے ہوئے ہیں، اللہ اس عمل کی وجہ سے آپ کے تمام تر امور درست فرما دیتے ہیں، جیسا کہ حدیث نبوی ہے، محمد ﷺ نے فرمایا:

«وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ» ۔[1]

''جب تک بندہ اپنے بھائی کی نصرت و تائید کے لیے نکلا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے امور میں اس کی مدد کرتے رہتے ہیں''۔

ایثار کی وجہ سے رب بہتر بندوبست بھی فرماتا ہے:

سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ اچانک ایک سائل آیا اس نے سوال کیا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک روٹی تھی تو انھوں نے مجھے کہا:

يَا بَرِيْرَةُ أَعْطِيْهِ السَّائِلَ۔

''اے بریرہ! جاؤ اس سائل کو وہ روٹی دے آؤ''۔

مجھے یہ بات گراں گزری کہ گھر میں صرف یہی ایک چپاتی ہے اور انھوں نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے، تو افطاری کس چیز سے کریں گی، میں پھر خاموش ہو گئی، اتنی دیر میں سائل نے پھر آواز لگا دی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا:

قُوْمِيْ فَأَعْطِيْهِ۔

''اٹھو اور اس سائل کو روٹی دے دو''۔

جب میں نے محسوس کیا کہ ام المومنین پر عزم ہیں اور دینے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن: 2699

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے تو پھر میں نے عرض کی، ام المومنین! آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے شام کو افطاری بھی کرنی ہے اور گھر میں روٹی بھی صرف ایک ہی ہے تو آپ افطاری کیسے کروگی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہماری افطاری کے بندوبست اللہ خود ہی کر دے گا، آپ اس سائل کو روٹی دے دو، میں نے وہ روٹی اٹھائی اور اس سائل کو دے دی:

وَلَيْسَ عِنْدَنَا طَعَامٌ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْنَا وَأَفْطَرْنَا دَعَتْ بِمَاءٍ فَشَرِبَتْ، ثُمَّ وَضَعَتْ رَأْسَهَا فَغَفَتْ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْتَأْذِنُ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَتْ: يَا بَرِيرَةُ انْظُرِي مَنْ هٰذَا، قَالَتْ: فَإِذَا إِنْسَانٌ يَحْمِلُ جَفْنَةً فِيهَا شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، وَفَوْقَهَا خُبْزٌ قَدْ مَلَأَ الْجَفْنَةَ، قَالَتْ بَرِيرَةُ: فَمِنَ السُّرُورِ مَا دَرَيْتُ كَيْفَ رَفَعْتُ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: كَيْفَ رَأَيْتِ:

"بریرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روٹی کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا، جب شام کا وقت ہوا ہم نے افطاری کی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی منگوایا پی کر لیٹ گئیں اچانک دروازے پر کسی انسان نے اجازت طلب کی، مجھے ام المومنین نے کہا بریرہ دیکھو دروازے پر کون ہے؟ تو بریرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک آدمی تھا جس نے ایک بڑا سارا برتن اٹھایا ہوا تھا جس میں ایک بھنی ہوئی بکری اور کچھ روٹیاں اوپر رکھی ہوئی تھیں، بریرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ ٹپ بھرا ہوا تھا، لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں نے اس کو کیسے اٹھا لیا تھا، جب میں نے وہ کھانا لا کر ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھا تو اماں جان نے مجھے فرمایا: بریرہ بتلاؤ:

هٰذَا خَيْرٌ أَمْ رَغِيفُكِ؟ فَقَالَتْ: قُلْتُ: بَلْ هٰذَا۔ [1]

[1] شعب الایمان: 3490

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ بہتر ہے یا وہ آپ کی ایک چپاتی اور خشک روٹی بہتر تھی؟ تو بریرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا: بلکہ یہ بہتر ہے''۔

جذبہ ایثار اور قربانی کے یہ بلند ترین اثرات اور ثمرات ہیں انھیں لوگوں کے لیے قرآن نے کہا ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝٩﴾۔ [1]

''وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی بہت ضرورت مند اور حاجت مند ہوتے ہیں اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب اور بامراد شخص ہے''۔

جب یہ جذبہ ہوگا تو پھر تم زمین پر یہ عمل کرو گے آسمان پر رب العالمین خوش ہر کر مسکرائیں گے، پھر آسمان سے رب العالمین تمھارے لیے رزق کا بھی وافر بندوبست فرما دیں گے، لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان اس عقیدے، منہج اور اس جذبہ بلند پایہ سے محروم سے محروم تر ہوتا چلا جارہا ہے۔

تاریخ انسانی کا تابناک ایثار:

نبی کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کا رخ کیا تو وہاں پر معلم ومربی، پیغمبر نے تاریخ انسانی کا ایک نہایت تابناک کارنامہ سرانجام دیا جسے مہاجرین وانصار کے درمیان مواخاۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور یہ مواخات فقط کھوکھلے الفاظ کا جامہ نہ تھا، بلکہ ایسا نافذ العمل عہد وپیمان تھا جو خون اور مال سے مربوط تھا، یہ خالی خولی سلامی اور مبارکباد نہ تھی، بلکہ ایثار وغمگساری، موانست کے جذبات بھی مخلوط تھے، جس کی روشن اور تابندہ مثال جو دنیائے ایثار وقربانی کے آسمان پر آفتاب عالمتاب کی

[1] سورة الحشر:9

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طرح قیامت کے درودیوار تک چمکتی دمکتی رہے گی اور کائنات کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کرتی رہے گی۔

صحیح بخاری میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے سعد بن ربیع اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی تو سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا:

إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ، وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوقُكُمْ؟ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ۔ ①

"اے عبدالرحمٰن! میں انصار میں سے سب سے زیادہ مال دار ہوں اور میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں، آج کے بعد آدھا آپ کا اور آدھا میرا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیویاں عطا فرمائی ہیں ان دونوں کو دیکھ لو جو آپ کو زیادہ پسند ہے مجھے بتلا دو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں، وہ عدت پوری کرتی ہے تو تم اس سے نکاح کر کے اپنا گھر بسا لو، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے پیارے بھائی سعد! اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے بازار کا راستہ بتا دیں، تو لوگوں نے ان کو بنو قینقاع کا بازار بتلایا وہ چلے گئے، محنت مزدوری کرتے رہے، جب واپس پلٹے تو ان کے پاس کچھ فاضل پنیر اور گھی تھا"۔

① صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی ﷺ بین المہاجرین والانصار: 3780

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب نبوی، تلامذہ پیغمبر نے ایسی ایسی بے مثل و بے نظیر مثالیں رقم کی ہیں کہ کائنات کا کوئی معاشرہ ایسی مثالیں پیش نہیں کر سکتا، یوں محسوس ہوتا ہے کہ کائنات کے امام نے جذبہ ایثار وقربانی ان لوگوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، آج نفسا نفسی کا عالم ہے، بھائی بھائی کو کاٹ رہا ہے، دوست دوست کی پشت میں چھرے سونت رہا ہے، گھر گھر میں فسادات، لڑائی جھگڑوں کا طوفان بپا ہے، جذبہ ایثار وقربانی اس قوم سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ روٹھ کر ہی چلا گیا ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کا کس قدر اعزاز واکرام کیا تھا اور کس قدر محبت، خلوص، ایثار اور قربانی سے کام لیا اور مہاجرین کی قبروں پر بھی اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، وہ بھی ان انصاریوں کی نوازش اور کرم نوازی کی کتنی قدر کرتے تھے اور کوئی غلط فائدہ نہیں اٹھایا صرف اپنی ٹوٹی ہوئی معیشت کی کمر ہی سیدھی کی ہے، انھیں لوگوں کے لیے قرآن نے کہا تھا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾[1]

''وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی بہت ضرورت مند اور حاجت مند ہوتے ہیں اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب اور بامراد شخص ہے''۔

جذبہ ایثار وقربانی اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی کاشانہ نبوت سے جذبہ ایثار وقربانی کا ایسا سبق یاد رکھا کہ زندگانی میں جب کبھی ایسا موقعہ آیا تو ام المومنین نے جذبہ ایثار وقربانی کا ایسا مظاہرہ فرمایا کہ آج بھی تاریخ کے دریچوں میں سنہری حروف سے لکھا ہوا موجود ہے۔

---

[1] سورۃ الحشر:9

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی بین اور ٹھوس دلیل یہ ہے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا، آپ کو انتہائی گہری چوٹیں اور زخم آئے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ اس جہان فانی سے اس جہان جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے، زندگی کی آخری اور قیمتی ساعات اور گھڑیاں تھیں امیر المومنین بھانپ چکے تھے کہ اب میں اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں تو اس وقت آپ نے چند نصائح کیں جن میں سے آخری نصیحت یہ تھی لوگو! اَلصَّلَاۃ، اَلصَّلَاۃ نماز کا خیال رکھنا نماز کا خیال رکھنا، یعنی نماز میں کوتاہی سے اپنے اللہ سے ڈرتے رہنا۔

اس کے فوراً بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مجھے کہاں دفن کیا جائے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن کریں گے تو آپ نے فرمایا:

لَا أُزَكِّيْ نَفْسِيْ فَمَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِسْتَأْذِنُوْا عَائِشَةَ فِيْ ذٰلِكَ۔

"میں خود کو پاک صاف نہیں بتاتا، میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہوں، تم لوگ جا کر عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں اجازت طلب کرو"۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ذمہ داری لگائی کہ تم جاؤ اور جا کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہو:

يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ۔

"عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام پیش کر رہے ہیں اور بیٹا وہاں جا کر امیر المومنین نہ کہنا، کیونکہ اب میں مومنوں کا امیر نہیں رہا، بلکہ صرف اتنا کہنا ہے کہ خطاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا بیٹا عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ مجھے میرے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیا جائے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گئے، سلام کہا، اجازت طلب کی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے دیکھا کہ ام المومنین بیٹھی رو رہی ہیں، آنسو بہا رہی ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ام المومنین عمر بن خطاب آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور ساتھ ان کے دل کی خواہش اور تڑپ ہے کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیا جائے تو وہ آپ سے اجازت کے منتظر ہیں، تو اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جذبہ ایثار وقربانی سے معمور اور بھرپور جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا اے میرے بیٹے عبداللہ!

كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ، اِدْفِنُوْهُ مَعَ صَاحِبَيْهِ۔ [1]

"میرا جی چاہتا تھا کہ میں اپنے سرتاج اور اپنے شفیق باپ کے پاس اپنا مرقد بنواؤں اور یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے تیار کی ہوئی تھی، لیکن آج میں اپنی ذات پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں جاؤ امیر المومنین کو ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دو"۔

یہ مرحلہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بھی بڑا مشکل تھا، لیکن اپنے اللہ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لیے ام المومنین نے جذبہ ایثار اور قربانی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔

یہی وہ عمل ہے جسے دیکھ کر عرشِ معلیٰ پر رب العالمین مسکراتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے قرآن نے کہا ہے:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَىٰٓ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

[1] صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی ﷺ، باب قصة البیعة: 3700

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۹﴾ [1]

”وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی بہت ضرورت مند اور حاجت مند ہوتے ہیں اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب اور بامراد شخص ہے“۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی ذات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی ہے۔

قیامت تک آنے والی انسانیت کو جذبہ ایثار وقربانی کا درس دیا ہے۔

......❋......

[1] سورۃ الحشر:9

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چوتھا عمل:

صدقہ کرنے والے پر اللہ مسکراتے ہیں

رب ذوالجلال والاکرام اپنے اس بندے کی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں جو بندہ اللہ کے رستہ میں مال وزر صرف کرتا ہے اور غرباء ومساکین پر صدقہ وخیرات کرتا ہے، کیونکہ صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ رحم، نرمی اور محبت کا پیغام ہے۔

تو جب بندہ اللہ کی مخلوق سے نرمی کرتا ہے تو عرش معلیٰ پر رب کائنات اس بندے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مسکراتے ہیں جیسا کہ مسند فردوس کی روایت ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَضْحَكُ اِلَى الرَّجُلِ اِذَا مَدَّ يَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ وَمَنْ ضَحِكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ غُفِرَ لَهٗ»۔[1]

”جب بندہ صدقہ دینے کے لیے اپنے ہاتھ کو پھیلاتا ہے، غرباء ومساکین پر مال خرچ کرتا ہے تو رب کائنات اس بندے کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور ہنستے ہیں اور جس شخص کی طرف دیکھ کر رب ذوالجلال والاکرام ہنس پڑے اس کی زندگی کے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں“۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صدقہ دل کی رقت ونرمی کی علامت ہے اور وہ رحمت وفیاضی ہے جس کے ساتھ ایک انسان دوسرے تنگدست انسان کی مدد کرتا ہے، محتاج کی معاونت کرتا ہے، فقراء ومساکین اور بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں سے نیکی کرتا ہے اور یتیموں

---

[1] مسند الفردوس:41/1

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کر کے ان کے زخموں پر مرہم پٹی کرتا ہے اور ان کی زندگی کو خوش وخرم اور خوشگوار بنانے کی سعی کرتا ہے۔

صدقہ کرنے والا اپنے اللہ سے لین دین کرتا ہے:

صدقہ کرنے کے لیے جب آدمی اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو رسول ہاشمی محمد عربی ﷺ کے بتلائے ہوئے فرمان کے مطابق رب کائنات اس بندے پر ہنستے ہیں، کیونکہ بندہ اس وقت رب کریم اور غنی حمید کو قرض دے رہا ہوتا ہے، مالک الملک سے معاملات کر رہا ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ﴾[1]

''جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی۔ اور اللہ کو (نیت نیک (اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں ان کو دو چند ادا کیا جائے گا اور ان کے لئے عزت کا صلہ ہے''۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

«اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اَقْلَالًا»۔[2]

''اے بلال! خرچ کر اور عرش والے رب سے نہ ڈر کہ تو خرچ کرنے کے بعد تنگدست اور فقیر ہو جائے''۔

جو اپنے خالق و مالک کے ساتھ معاملات کرتا ہے اللہ کی طرف سے کبھی بھی اس کو خسارہ نہیں ملے گا، اس لیے غربت وافلاس اور تنگدستی کے ڈر سے بالاتر ہو کر اپنے رب کے ساتھ تجارت کر، تیرا رب تجھے کبھی بھی تنگی نہیں دے گا۔

---

[1] سورۃ الحدید:18

[2] معجم الکبیر:1102

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقہ کرنے والا نورانی فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ وخیرات کرتا ہے اس کے لیے آسمان کے پاکباز فرشتے جن کی دعاؤں کو اللہ رد ہی نہیں کرتے وہ اس شخص کے لیے دعائیں کرتے ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا»۔[1]

''بندے جب صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روکنے والے کا مال تلف کرلے''۔

آج لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ میرے لیے میرے والدین دعائیں کرتے ہیں، میرے اعزہ واقارب دامن اٹھاتے ہیں، میری بہنیں خالق کائنات کے حضور گڑ گڑاتی ہیں، میرے لیے بڑے بڑے علماء دعائیں کرتے ہیں، لیکن اس شخص سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہوسکتا ہے جس کے لیے رب کائنات کے فرشتے اللہ تعالیٰ کی منت سماجت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں بھی اس اہل بنا دے کہ ہم فرشتوں کی دعائیں حاصل کرلیں، آمین۔

صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے:

جب بندہ اپنے اللہ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لیے صدقہ کرتا ہے، رب تعالیٰ کا دیا ہوا مال وزر اس کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا اچھا لگتا ہے کہ اللہ اپنے بندے کے گناہوں کو صدقہ کی وجہ سے مٹا دیتے ہیں اور جب بندہ اپنے گناہوں کو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ ﴿فاما من اعطی واتقی﴾: 1442.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخشوا لیتا ہے تو اللہ اس پر خوش ہوتے ہوئے عرش معلیٰ پر مسکراتے اور ہنستے ہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ایک بڑی طویل حدیث بیان فرماتے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ»۔ ①

"کیا میں تمھیں خیر کے دروازے نہ بتاؤں، روزہ ڈھال ہے، صدقہ غلطیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے"۔

اور اسی طرح ایک اور حدیث نبوی میں ہے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں:

«فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ، وَالصَّدَقَةُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ»۔ ②

"آدمی کا اس کے اہل وعیال، مال اور پڑوسی کے متعلق جو فتنہ ہے اس کو نماز، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ختم کر دیتا ہے"۔

صدقہ بڑی بڑی آفات اور پریشانیوں سے بچاتا ہے:

صدقہ کرنے والے شخص پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اللہ اس کو پریشانیوں میں نہیں ڈالتے اور اگر وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو اس وقت یہ صدقہ اس کے لیے بچنے کا آسرا اور سہارا بن جاتا ہے، کیونکہ آزمائشیں اور بلائیں صدقہ پیچھے چھوڑ کر آگے نہیں بڑھ سکتیں۔

---

① ترمذی، أبواب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاۃ: 2616

② صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام: 3586

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقہ ومصائب، شدائد، امراض اور آفات کو دور کر دیتا ہے اس پر نبی محترم جناب محمد کریم ﷺ کے کئی فرامین دلالت کرتے ہیں جیسا کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

«اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ السُّوْءِ۔»[1]

''صدقہ برائی اور پریشانی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے''۔

اور اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن لگ گیا، سورج کی اس صورتِ حال کو دیکھ کر لوگوں میں کہرام مچ گیا، پریشانی کی وجہ سے لوگ بہت زیادہ گھبرا گئے تو اس وقت محمد کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

«فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَادْعُوا اللهَ، وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا»۔[2]

''جب تم اس کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو''۔

حضرت امام ابن دقیق العید اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پریشانیوں اور مصائب وآلام کے وقت انسان کو صدقہ کا آسرا اور سہارا لے لینا چاہیے۔

صدقہ بیماریوں سے بچاتا ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک لوگ تجربات کرتے آئے ہیں کہ صدقہ بیماریوں کو شفاؤں میں بدل دیتا ہے اور طرح طرح کی امراض سے انسانی بدن کی حفاظت کرتا ہے۔ آج پریشانی کی بات یہ ہے کہ لوگ طرح طرح کی دوائیوں پر بڑا سارا مال خرچ کر دیتے ہیں، حکیموں، طبیبوں اور ڈاکٹروں کو دیتے ہیں لیکن شفا پھر بھی میسر نہیں آتی،

---

[1] المعجم الکبیر (4/274) رقم: 4453

[2] صحیح بخاری، أبواب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف: 1044

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن رات دکھوں میں ہی گزرتے ہیں، کاش آج ہمارا ایمان بن جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہی حق ہے، بیماری آنے پر غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کر اللہ کے راستے میں مال صرف کر، میرا مالک تجھے ضرور شفا عطا فرمائے گا، کیونکہ میرے محبوب کا فرمان گرامی ہے:

«دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ»۔[1]

''اپنے بیماروں کا علاج صدقہ وخیرات کے ساتھ کرو''۔

آیئے قارئین میں آپ کے سامنے ان لوگوں کا واقعہ پیش کرنا چاہوں گا جن کا منہج اور عقیدہ یہ تھا کہ پوری کائنات کے انسانوں کی بات غلط ہوسکتی ہے لیکن محمد ﷺ کا فرمایا ہوا غلط نہیں ہوسکتا۔

اسی لیے حفیظ تائب رحمہ اللہ نے کہا تھا:

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گلِ چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
اے ہادیء برحق تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ
اے رحمتِ عالم ، تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلب تپیدہ
تو روحِ زمن ، روحِ چمن ، روحِ بہاراں
تو جانِ بیاں ، جانِ غزل ، جانِ قصیدہ

[1] شعب الایمان:3558، صحیح الجامع:3358

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الزواجر میں ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا جس کے گھٹنے پر ایک پھوڑا تھا جس کو سات برس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا، آکر امام صاحب سے کہنے لگا حضرت مجھے کوئی نسخہ بتلائیں کہ جس کی وجہ سے میرا اللہ میری اس تکلیف اور پریشانی کو دور فرما دے، میں تو طبیبوں، حکیموں اور ڈاکٹروں سے دوائیاں کھا کر تھک چکا ہوں، لیکن آرام نہیں آیا، سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں بھائی میرے ہادی اور مرشد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمان گرامی نہیں سنا، آپ نے فرمایا ہے:

«دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ».[1]

''اپنے بیماروں کا علاج صدقہ وخیرات کے ساتھ کرو''۔

پھر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کو کہا کہ وہ:

يحفر بئراً يحتاج الناس اليه الى الماء فيه ارجو ان ينبع فيه عين فيمسك الدم عنك۔[2]

''ایک کنواں کھودو جس سے لوگ پانی بھر کر لے جایا کریں، صدقہ کرو، مجھے یقین ہے جس وقت اس کنویں سے محتاج لوگ پانی بھر بھر کر لے جایا کریں گے تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور صحت وتندرستی عطا فرمائے گا، پھر اس آدمی نے کنواں کھودوایا اللہ نے شفا عطا فرما دی''۔

اور اسی طرح صاحب مستدرک حضرت امام حاکم رحمہ اللہ ان کے چہرے پر پھوڑا نکلا، فرماتے ہیں کہ میں ایک سال تک مختلف اہل خیر سے دعائیں کرواتا رہا، علاج ومعالجہ بھی

[1] کتاب الزواجر لابن حجر: 321/1، شعب الایمان: 3558، صحیح الجامع: 3358

[2] کتاب الزواجر: 321/1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرواتا رہا، لیکن وہ پھوڑا اسی طرح میرے چہرے پر برقرار رہا اور میں اس کی وجہ سے تکلیف بھی بڑی محسوس کرتا تھا، آخر ایک دفعہ میرے ذہن میں آیا کہ میں صدقہ کروں۔

ثُمَّ تَصَدَّقَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بِوَضْعِ سِقَايَةٍ بُنِيَتْ عَلَى بَابِ دَارِهِ وَصَبَّ فِيهَا الْمَاءَ فَشَرِبَ مِنْهَا النَّاسُ فَمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُسْبُوعٌ إِلَّا ظَهَرَ الشِّفَا وَزَالَتْ تِلْكَ الْقُرُوحُ وَعَادَ وَجْهُهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ۔

"پھر امام صاحب نے لوگوں پر صدقہ کرتے ہوئے اپنے گھر کے سامنے لوگوں کے پانی پینے کے لیے ایک جگہ متعین فرمائی، اس پر خرچہ کر کے لوگوں کے لیے ایک گھاٹ نما بنا دیا، جس سے صبح و شام لوگ پانی پیتے تھے، ابھی اس کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ شفایابی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اور چہرے پر جتنے پھوڑے پھنسیاں نکلے ہوئے تھے، اس صدقہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سارے ہی دور کر دیے اور چہرہ بالکل صاف شفاف ہو گیا اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا"۔

اسی لیے نبی کائنات ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ»۔[1]

"اپنے بیماروں کا علاج صدقہ وخیرات کے ساتھ کرو"۔

اور اس کے برعکس جو شخص صدقہ نہ کرے اسے طرح طرح کی پریشانیوں اور مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک بھائی آیا، دونوں بھائی آپس میں بیٹھ کر بات چیت کر رہے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی نے کہا: اے میرے بڑے ہی عزیز

[1] شعب الایمان:3558، صحیح الجامع:3358

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پیارے بھائی:

مَا الَّذِي أَذْهَبَ بَصَرَكَ وَمَا الَّذِيْ قَوَّسَ ظَهْرَكَ ؟۔

”کون سی چیز ہے جس نے آپ کی آنکھوں کی بینائی کو ختم کر دیا ہے اور آپ کی مضبوط کمر کو ٹیڑھا کر دیا ہے؟“۔

تو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: یوسف کے غم وحزن اور ملال نے رلا رُلا کر میری آنکھوں جیسی عظیم نعمت کو ختم کر دیا ہے۔

اور بنیامین کی وجہ سے میری مضبوط کمر بھی ٹیڑھی ہو چکی ہے، یہ الفاظ سن کر آسمان سے جبریل علیہ السلام آئے اور آ کر عرض پرداز ہوئے کہ اے یعقوب علیہ السلام! عرش معلیٰ سے رب کائنات آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور ساتھ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے بندے یعقوب! آپ غیر کے سامنے میرے شکوے کر رہے ہیں، تو فرماتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے:

إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ۔

بے شک میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی کی طرف کر رہا ہوں، تو جبریل علیہ السلام کہتے ہیں: اے یعقوب! میں جانتا ہوں کہ آپ کس بات کا شکوہ کر رہے ہیں، پھر سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ!

أَمَا تَرْحَمُ الشَّيْخَ الْكَبِيرَ أَذْهَبْتَ بَصَرِي، وَقَوَّسْتَ ظَهْرِي، فَارْدُدْ عَلَيَّ رَيْحَانَتِي أَشُمُّهُ شَمًّا قَبْلَ الْمَوْتِ، ثُمَّ اصْنَعْ بِي مَا أَرَدْتَ قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ:

”کیا آپ اپنے بوڑھے اور کمزور بندے پر رحم نہیں فرمائیں گے، آپ نے میری آنکھوں کی بینائی ختم کر دی ہے اور میری کمر کو ٹیڑھا کر دیا ہے، اے میرے خالق و مالک میرے دو پھول یوسف اور بنیامین مجھے واپس عطا کر دو،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تاکہ میں اپنی زندگی میں ان کی خوشبو سونگ لوں، پھر میرے لیے میری موت کا فیصلہ کر دینا، تو پھر جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: اے یعقوب علیہ السلام!

إِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ أَبْشِرْ، وَلْيَفْرَحْ قَلْبُكَ، فَوَعِزَّتِي لَوْ كَانَا مَيِّتَيْنِ لَنَشَرْتُهُمَا فَاصْنَعْ طَعَامًا لِلْمَسَاكِينِ۔

''اللہ رب العزت عرش معلیٰ سے آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور ساتھ اللہ فرماتے ہیں آپ کے لیے خوشخبری ہے اور ساتھ ساتھ آپ کا دل خوش ہو جانا چاہیے کہ اللہ فرماتے ہیں مجھے میری عزت کی قسم اے میرے یعقوب! اگر وہ دونوں فوت بھی ہو چکے ہوتے تو بھی میں ان کو زندہ کر کے تجھے ضرور ملاتا، لیکن آپ ایسے کرو مسکینوں کے لیے کھانا تیار کرو، میں آپ کو آپ کے بیٹے ملا دوں گا، کیونکہ:

إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، وَالْمَسَاكِينُ، أَتَدْرِي لِمَ أَذْهَبْتُ بَصَرَكَ، وَقَوَّسْتُ ظَهْرَكَ، وَصَنَعَ إِخْوَةُ يُوسُفَ بِهِ مَا صَنَعُوا؟

''یقیناً میرے محبوب ترین بندے انبیاء ہیں اور مساکین ہیں، اے یعقوب! آپ کو پتہ ہے کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی کیوں ختم ہوئی اور آپ کی کمر کیوں ٹیڑھی ہوئی، اور یوسف کے بھائیوں نے جو آپ کے ساتھ سلوک کیا ہے اس کا سبب یہ چیز بنی ہے کہ:

إِنَّكُمْ ذَبَحْتُمْ شَاةً، فَأَتَاكُمْ مِسْكِينٌ يَتِيمٌ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمْ تُطْعِمُوهُ مِنْهُ شَيْئًا۔

کہ ایک دن تم نے بکری ذبح کی ہوئی تھی اور تمھارے دروازے پر ایک یتیم جو مسکین تھا وہ آیا اس نے صدا لگائی اور وہ روزے دار بھی تھا، تم نے اس کو اس گوشت وغیرہ سے کچھ نہ دیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنی بڑی پریشانی کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سامنا کرنا پڑا ہے۔

قَالَ: فَكَانَ يَعْقُوبُ بَعْدَهَا إِذَا أَرَادَ الْغَدَاءَ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى أَلَا مَنْ أَرَادَ الْغَدَاءَ مِنَ الْمَسَاكِينِ، فَلْيَتَغَدَّ مَعَ يَعْقُوبَ وَإِذَا كَانَ صَائِمًا أَمَرَ مُنَادِيًا۔

اور اس کے بعد پوری زندگی حضرت یعقوب علیہ السلام جب کھانا کھانے لگتے تو ایک ندا لگانے والے کو بھیجتے کہ جاؤ آواز دے کر آؤ کہ جو بھی مسکین کھانا کھانا چاہتا ہے وہ آئے اور یعقوب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمائے اور اگر آپ نے روزہ رکھا ہوتا تو بھی آواز دینے والے کو کہتے آواز لگاؤ:

فَنَادٰى أَلَا مَنْ كَانَ صَائِمًا مِنَ الْمَسَاكِينِ فَلْيُفْطِرْ مَعَ يَعْقُوبَ[1]

”جو بھی مسکین روزے دار ہے وہ تشریف لائے اور یعقوب علیہ السلام کے ساتھ افطاری کرے“۔

اس روایت کے مطابق سیدنا یعقوب علیہ السلام نے جتنی پریشانی اٹھائی ہے وہ صرف اس چیز کا ردِ عمل تھا کہ انھوں نے مسکین کو خالی لوٹا دیا تھا، آج اگر ہم اندازہ لگائیں کہ ہمارے دروازوں سے کتنے مساکین خالی لوٹتے ہیں اپنی ہر طرح کی غرض پوری کر لیتے ہیں مگر کسی مسکین کے لیے ہمارے گھروں سے کچھ نکلتا ہی نہیں ہے، ایسی صورتِ حال میں زندگی پریشانیوں کی آماجگاہ نہ ہو تو اور کیا ہو۔

صدقہ مال میں برکت اور رزق میں فراخی کا باعث ہے:

صدقہ انسان کے مال کا محافظ ہے، ہر طرح کی آفات، ہلاکتیں اور مفاسد اس مال پر وارد نہیں ہوتے جس مال سے صدقہ دیا گیا ہو اور اسی طرح صدقہ دینے والا شخص اس کے رزق میں بہت ساری فراخی کر دی جاتی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی شہادت و گواہی ہے:

---

[1] مستدرك حاكم:2/348

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۝﴾۔ [1]

"اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا۔ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"۔

اور حدیث قدسی ہے، نبی اکرم جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ»۔ [2]

"تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا"۔

اور اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی محترم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ، يُرِيدُ بِهَا صِلَةً، إِلَّا زَادَهُ اللهُ بِهَا كَثْرَةً»۔ [3]

"اور جو شخص کسی عطیے کا کوئی دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے سے وہ صلہ رحمی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے ذریعے اللہ اسے بہت زیادہ عطا فرماتا ہے"۔

اور اس سے بھی بڑھ کر حیران کر دینے والا اور ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والا صحیح مسلم کا یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے کی وجہ سے کس طرح رزق میں فراخی کرتے ہیں، نبی کائنات ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذٰلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَآءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَآءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ

---

[1] سورة السبا:39

[2] ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب النهي عن النذر:2123

[3] مسند احمد:9624

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهُ: يَا عَبْدَاللهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ - لِلْاِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ - فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَاللهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هٰذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هٰذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ»۔ [1]

''ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا اچانک اس کے کان میں ایک آواز آئی کہ کوئی بادلوں سے کہہ رہا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کرو، اس باغ والے کا نام بھی لیا گیا، چنانچہ اس بادل نے وہاں سے ہٹ کر ایک پتھریلی زمین پر جا کر خوب موسلا دھار پانی برسایا، وہ پانی بہہ کر ایک نہر میں جا پہنچا، وہ نہر اس شخص کے باغ میں آتی تھی، یہ شخص اس پانی کے ساتھ چلا کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے؟ اور کس بزرگ کی کرامت ہے؟ وہ نہر کے کنارے کنارے چل کر اس باغ میں پہنچ گئے، یہ پانی اس باغ میں نالیوں کے ذریعے پہنچ گیا، اس باغ میں ایک بزرگ پانی کو اِدھر اُدھر کر رہے تھے، اس راہ گیر مسافر نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کا نام کیا ہے؟ اس بزرگ نے وہی نام بتایا، جو اس نے بادلوں میں سنا تھا، اس بزرگ نے راہ گیر سے فرمایا: آپ میرا نام دریافت کیوں کرتے ہیں؟ اس مسافر نے کہا: میں نے اس بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو، اس نے آپ ہی کا نام بتایا تھا، وہ بادل برسا اور پانی اس نہر میں بہہ کر آیا، اس عجیب و غریب واقعہ کی تلاش کے لیے میں پانی کے

[1] صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب الصدقة فی المساکین: 2984

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ آیا کہ میں چل کر معلوم کروں کہ وہ کیسے بزرگ ہیں تو حضرت آپ کیا کرتے ہیں؟ اس بزرگ نے فرمایا کہ جب آپ نے دریافت کرلیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں اس کے تین حصے کر ڈالتا ہوں، ایک حصہ اپنے بچوں کے لیے اور ایک حصہ باغ کے خرچ کے لیے اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا ہوں''۔

صدقہ کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے:

انسان اس وقت دار الامتحان میں ہے اور دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں اس نے اپنی آخرت کے لیے کوشش وکاوش کرنی ہے، لیکن جب موت آ جائے گی تو تمام تر کوشش ختم، اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا، لیکن کچھ خوش قسمت لوگ ہیں کہ جن کے مرجانے کے بعد بھی ان کے نامہ اعمال میں نیکیاں اور حسنات جمع ہوتی رہیں گی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے کئی فرامین اس پر شاہد ہیں، صحیح مسلم کی حدیث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صدقہ کرنے والے کا نامہ اعمال والا رجسٹر بند نہیں ہوگا، بلکہ اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں جمع ہوتی رہیں گی:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» ۔[1]

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں، لیکن تین قسم کے اعمال باقی رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، یا پھر نفع مند علم، یا نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے''۔

اور اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی کائنات جناب محمد ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا

[1] صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته: 1631

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ»۔ [1]

''مومن کے مرنے کے بعد بھی جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے ان میں سے چند اعمال یہ ہیں: علم جو لوگوں کو سکھا کر پھیلایا اور جو صالح اولاد چھوڑی اور قرآن کریم جو میراث میں چھوڑا یا کوئی مسجد بنائی یا مسافر خانہ بنایا یا کوئی نہر جاری کی یا جیتے جاگتے صحت وتندرستی میں اپنی کمائی سے کچھ صدقہ کر دیا ان سب کا اجر اسے مرنے کے بعد ملتا رہے گا''۔

صدقہ میت کے ایصالِ ثواب کا بہترین ذریعہ ہے:

فوت ہو جانے والے کے لیے ایصال ثواب یعنی اس کی ذات کو اجر اور نیکی ملے تو اس کا بہترین ذریعہ بھی صدقہ ہے، کسی کا والد فوت ہو گیا یا والدہ یا کوئی عزیز رشتہ دار تو وہ اس کو نیکی پہنچانا چاہتا ہے تو اس کے لیے وہ صدقہ کرے، جیسا کہ صحیح احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»۔ [2]

''ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میری ماں اچانک فوت ہو گئی اور کوئی وصیت نہیں کی اور میں گمان کرتا ہوں اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی، کیا اب اس کے لیے اجر ہو گا اگر میں اس کی طرف

[1] سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فی الایمان، باب ثواب معلم الناس الخیر: 242

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفجاءۃ: 1388

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے صدقہ کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے تمہارے صدقہ کرنے سے اس کو اجر ملے گا''۔

اور اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے آکر سوال کیا، حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔ ①

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ غائب تھے (کہیں گئے ہوئے تھے) جب وہ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری والدہ فوت ہوگئیں اور میں ان کے پاس موجود نہ تھا، تو کیا کوئی چیز اس کو نفع دے گی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (اس کو تمہارے صدقہ کرنے سے نفع ہوگا) (اس پر) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ جو مخراف نام سے مشہور ہے وہ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے''۔

اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ اولاد اپنے والدین کے لیے صدقہ کرے تو تب ہی وہ ایصال ثواب ہوگا، نہیں بلکہ کوئی بھی شخص اپنے فوت ہو جانے والے دوست کی طرف سے صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر اور ثواب عطا فرمائیں گے، جیسا کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

① صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب اذا قال: أرضي أو بستاني صدقة لله: 2756

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَأَتَاهُ نَفَرٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ صَاحِبًا لَنَا قَدْ أَوْجَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَعْتِقُوا عَنْهُ رَقَبَةً يُعْتِقُ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ».[1]

''ہم غزوہ تبوک میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ کے پاس بنوسلیم کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا ہے اور اس پر جہنم واجب ہو چکی ہے تو ان کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس بندے کو جہنم سے آزاد کروانے کے لیے ایک گردن آزاد کرو، اس غلام کے ہر ہر عضو کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس آدمی کے تمام اعضاء کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیں گے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب صدقہ کے اس عظیم میزہ کا پتہ چلا تو ان سے بڑھ کر نیکی اور احسان کرنے والا کون تھا، وہ اپنے فوت شدگان کی طرف سے صدقہ کرنے میں بہت جلدی کر رہے تھے اور اسی وقت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے دس غلاموں کو فوراً آزاد کر دیا تھا۔[2]

اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کئی اپنے غلام آزاد کر دیے، اپنے اس بھائی کے ایصال ثواب کے لیے جو پہلے فوت ہو چکا تھا۔

اے میرے عزیز دوست! جس نے زندگی میں تیرے ساتھ کوئی نیکی کی ہے اس کی نیکی کو مت بھلاؤ اور اس کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ کرو، کیونکہ اب وہ ایسے گھر کی طرف منتقل ہو چکا ہے جہاں صرف حسرت ہی ہے اور کچھ نہیں اس کے لیے نیکی کر تیرے

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب العتق: 4307

[2] مصنف عبدالرزاق: 6342

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعزہ و اقارب دوست و احباب تیرے لیے ان شاء اللہ نیکی کریں گے۔

صدقہ کی چھاؤں میں:

قیامت کے دن جب گرمی اپنے جوبن پر ہوگی اور پچاس ہزار سال کا دن ہوگا جس میں بندوں کو ٹھہرنا پڑے گا، کچھ کھانے کو ہوگا نہ پینے کو سر جھکے ہوئے ہوں گے، لوگ پسینے میں شرابور اور ڈوبے ہوئے ہوں گے وہاں پر کوئی سایہ اور سائبان نہیں ہوگا، تو وہاں پر صدقہ اس بندے پر سائبان کرے گا اور دھوپ کی شدت سے بچائے گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ»۔ [1]

''قیامت کے دن ہر شخص اپنے صدقے کی چھاؤں میں ہوگا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے''۔

یعنی جتنی دیر حساب وکتاب کا معاملہ نہیں ہوگا صدقہ اپنے صاحب پر سائبان بن جائے گا۔

اسی پر ہی بس نہیں بلکہ جو شخص کسی مقروض آدمی کے لیے وسعت اور کشادگی پیدا کرتا ہے یا قرضہ معاف کر دیتا ہے اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«مَنْ نَفَّسَ عَنْ غَرِيمِهِ أَوْ مَحَا عَنْهُ كَانَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»۔ [2]

''جس شخص نے کسی مقروض کے لیے وسعت پیدا کی یا اس کو قرض معاف کر دیا وہ قیامت کے دن رحمان کے عرش کے سائے تلے ہوگا''۔

اس معاملے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے سلف نے بڑی گہرائی کے ساتھ سمجھ لیا تھا

---

[1] مسند احمد:17333، ابن حبان:3310

[2] سنن الدارمي:2589

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ اللہ کی رضا مندی کے لیے صدقہ کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے اور ان کی تاریخ کے دریچوں میں بڑی مثالیں ملتی ہیں جو اعداد وشمار سے باہر ہیں ان میں سے ایک ہم درج کر رہے ہیں:

عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، أَنَّ عُمَرَ بن الْخَطَّابِ، أَخَذَ أَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ، فَجَعَلَهَا فِيْ صُرَّةٍ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: اذْهَبْ بِهِمْ إِلٰى أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ تَلَّهٗ سَاعَةً فِي الْبَيْتِ، سَاعَةً حَتّٰى تَنْظُرَ مَا يَصْنَعُ، فَذَهَبَ بِهَا الْغُلَامُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَقُوْلُ لَكَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ: اجْعَلْ هٰذِهٖ فِيْ بَعْضِ حَاجَتِكَ، فَقَالَ: وَصَلَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَهٗ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالِيْ يَا جَارِيَةُ، اذْهَبِيْ بِهٰذِهِ السَّبْعَةِ إِلٰى فُلَانٍ، وَبِهٰذِهِ الْخَمْسَةِ إِلٰى فُلَانٍ، حَتّٰى أَنْفَذَهَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ وَأَخْبَرَهٗ، فَوَجَدَهٗ قَدْ أَعَدَّ مِثْلَهَا إِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ بِهٰذَا إِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَتَلَّهٗ فِي الْبَيْتِ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا يَصْنَعُ، فَذَهَبَ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَقُوْلُ لَكَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ: اجْعَلْ هٰذَا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِكَ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللّٰهُ وَوَصَلَهٗ، تَعَالِيْ يَا جَارِيَةُ، اذْهَبِيْ إِلٰى بَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، وَاذْهَبِيْ إِلٰى بَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، فَاطَّلَعَتِ امْرَأَةُ مُعَاذٍ، فَقَالَتْ: نَحْنُ وَاللّٰهِ مَسَاكِيْنُ، فَأَعْطِنَا، وَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِيْنَارَانِ، فَدَحَا بِهِمَا إِلَيْهَا، وَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلٰى عُمَرَ، فَأَخْبَرَهٗ وَسُرَّ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ [1]

”مالک دار کہتے ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف چار سو دینار غلام کو دے کر بھیجے اور ساتھ ہی غلام سے فرمادیا تو یہ دینار دینے کے

[1] معجم الکبیر:46

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعد کچھ دیر وہاں ان کے گھر میں ٹھہر کر دیکھنا ہے کہ وہ ان دیناروں کو کیا کرتے ہیں، غلام وہ پیسے لے کر گیا اور جا کر کہا یہ دینار امیر المومنین نے آپ کے لیے بھیجے ہیں اور ساتھ فرمایا ہے کہ ان کو اپنی حاجات وضروریات پر صرف کر لیں، تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے وصول کر کے امیر المومنین کے لیے دعائیں کیں اور ساتھ ہی لونڈی کو آواز دی، بلا کر فرمایا: جاؤ یہ سات فلاں کے گھر دے آؤ اور یہ پانچ فلاں کے گھر دے آؤ حتی کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سارے کے سارے دینار اللہ کے راستے میں خرچ کر دیے تو غلام نے آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پورا واقعہ تفصیل سے بیان کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح دینار معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے اور ساتھ ہی غلام سے کہا دیکھ کر آنا، معاذ رضی اللہ عنہ کیا کرتا ہے؟ غلام کہتا ہے اللہ کی قسم! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی سارے اللہ کی راہ میں صرف کر دیے، ان کی بیوی آ کر کہتی ہے: ہم اللہ کی قسم مسکین ہیں، ہمارے پاس کچھ بھی نہیں اس لیے کچھ دینار ہمیں بھی دے دیں تو اس وقت تک ان کے پاس صرف دو دینار رہ گئے تھے تو وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے ہاتھ میں تھما دیے، جب غلام نے واپس آ کر امیر المومنین کو خبر دی تو امیر المومنین بہت خوش ہوئے اور ساتھ فرمایا:

''بے شک یہ آپس میں بھائی اور بعض ان کا بعض سے ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح اللہ کے راستوں پر مال صرف کرتے تھے، اللہ ان کے مدفنون پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

صدقہ بری موت سے بچاتا ہے:

صدقہ ایسی عظیم چیز ہے کہ انسان اگر اپنے ہاتھ سے صدقہ کرے تو وہ بری موت سے بچ سکتا ہے، ہم روز مرہ دیکھتے ہیں مختلف اموات ہوتی ہیں جنھیں دیکھ کر انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پریشان ہو جاتا ہے اور استغفار کرتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی موت سے محفوظ رکھنا یا پھر ایسی موت کہ خاتمہ بالخیر نہ ہو سکا مثلاً بندے کا خاتمہ برائی کرتے ہوئے ہو گیا ہے، تو نبی اکرم جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے، اللہ اسے بری موت سے بچا لیتے ہیں اور اچھی موت عطا فرماتے ہیں جیسا کہ امام بیہقی شعب الایمان میں لکھتے ہیں:

أَنَّ حَارِثَةَ بْنَ النُّعْمَانِ، كَانَ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَجَعَلَ خَيْطًا مِنْ مُصَلَّاهُ إِلَى بَابِ حُجْرَتِهِ، وَوَضَعَ عِنْدَهُ مِكْتَلًا فِيهِ تَمْرٌ وَغَيْرُ ذٰلِكَ، وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ الْمِسْكِينُ أَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ الْمِكْتَلِ، ثُمَّ أَخَذَ بِالْخَيْطِ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلَى بَابِ الْحُجْرَةِ، حَتّٰى يُنَاوِلَهُ الْمِسْكِينَ وَكَانَ أَهْلُهُ يَقُولُونَ لَهُ: نَحْنُ نَكْفِيكَ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

"سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جن کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو انھوں نے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ متعین کی ہوئی تھی نماز پڑھنے والی جگہ سے لے کر باہر کے دروازے تک انھوں نے ایک رسی باندھی ہوئی تھی اور اپنے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا اور دیگر اشیاء صدقہ کرنے کے لیے رکھی ہوئی تھیں جب دروازے پر آ کر کوئی مسکین صدا بلند کرتا تو یہ اپنے ہاتھ کے ساتھ کھجوریں لیتے اور باقی اشیاء لے کر اس رسی کو پکڑتے اور باہر والے دروازے پر آ کر مسکین کو تھمایا کرتے تھے تو ان کے گھر والوں نے کہا آپ اتنی تکلیف کرتے ہیں، پھر دروازے پر پہنچ کر اس کو پکڑاتے ہیں، آپ ہمیں کہا کریں ہم دے دیا کریں تو سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبان نبوت سے اپنے کانوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ سنا ہے:

«مُنَاوَلَةُ الْمِسْكِيْنِ تَقِيْ مِيْتَةَ السُّوْءِ»۔ [1]

"جو شخص خود مسکین کو صدقہ پکڑاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بری موت سے محفوظ فرما لیں گے"۔

اس لیے میں خود ان صدا کرنے والوں کو صدقہ پکڑاتا ہوں۔

......❋......

[1] شعب الایمان:3463

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں عمل:

توبہ کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ مسکراتے ہیں

وہ لوگ جن کی طرف دیکھ کر رب کائنات اپنے عرش پر مسکراتے اور ہنستے ہیں ان میں سے ایک وہ خوش نصیب اور بلند بخت انسان ہے جس سے جب بھی کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اپنے خالق ومالک کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے تو فوراً نادم وپشیمان ہوکر اپنے رب کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے، یہ زمین پر اپنی زبان سے توبہ کے کلمات ادا کرتا ہے، آسمان پر رب ذوالجلال والاکرام اس پر مسکراتے اور ہنستے ہیں، جیسا کہ مسند احمد کی حدیث ہے، علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، فَلَمَّا اسْتَوىٰ عَلَيْهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، ثُمَّ حَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا، وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ. ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: «يَعْجَبُ الرَّبُّ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، وَيَقُوْلُ: عَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ». [1]

---

[1] مسند أحمد: 753

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کو سوار ہونے کے لیے سواری دی گئی، چنانچہ جب انھوں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو فرمایا: بسم اللہ، پھر جب اس پر برابر ہو کر بیٹھ گئے تو فرمایا: الحمد للہ، پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کیا ہے، ہم اس کو اپنے قابو میں کرنے والے نہیں تھے، اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، پھر تین مرتبہ الحمد للہ پڑھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھا، پھر فرمایا: اے اللہ! تو پاک ہے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، لہٰذا تو مجھے معاف کر دے، پھر مسکرانے لگے، تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اسی طرح کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے، پھر آپ مسکرا دیے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ اپنے بندے سے تعجب کرتے ہیں جب وہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا"۔

اور مسند احمد کی ایک اور روایت ہے جس کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَهُ عَلَى دَابَّتِهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهَا، كَبَّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا، وَسَبَّحَ اللهَ ثَلَاثًا، وَهَلَّلَ اللهَ وَاحِدَةً، ثُمَّ اسْتَلْقٰى عَلَيْهِ، فَضَحِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ: «مَا مِنَ امْرِئٍ يَرْكَبُ دَابَّتَهُ، فَيَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ، إِلَّا أَقْبَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَضَحِكَ إِلَيْهِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَمَا ضَحِكْتُ إِلَيْكَ». [1]

"بے شک رسول اللہ ﷺ نے اسے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، جب اس پر برابر ہو کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، اور تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہا اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا، پھر اس پر لیٹ کر مسکرائے، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جو شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر اسی طرح کرے جس طرح میں نے کیا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکراتے ہیں جس طرح میں تمھاری طرف متوجہ ہو کر مسکرایا ہوں"۔

توبہ کا معنی ومفہوم:

بندے کا اپنے اللہ کی طرف رجوع کرنا چھوٹے اور بڑے تمام گناہوں کو ترک کر کے اور ہر اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرے جسے وہ جانتا ہے یا نہیں جانتا اور اسی طرح جو رب کائنات کی بندے پر نعمتیں ہیں ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہو اس سے بھی اللہ سے بندہ معافی مانگے۔

توبہ کرنے سے اللہ خوش ہوتے ہیں:

بندہ جب گناہ کرنے کے بعد اپنے رب کی طرف رجوع کرتا اور اپنے کیے ہوئے گناہ پر شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بندے کا یہ عمل اتنا پسند ہے کہ رب تعالیٰ عرش معلیٰ پر خوش ہوتے ہیں اور خوشی کا عالم کیا ہوتا ہے اس کی مثال محمد رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سمجھائی ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِيْنَ يَتُوْبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ،

[1] مسند احمد: 3058

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِيْ وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ»۔[1]

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے سے جب بندہ توبہ کرتا ہے اس قدر خوش ہوتا ہے کہ اس کی خوشی اس آدمی کی خوشی سے بھی زیادہ ہوتی ہے جو کہ ایک بے آب و گیاہ زمین میں تھا، ناگہاں اس کی سواری بدک کر بھاگ گئی اور اسی سواری پر اُس کا کھانا پانی بھی تھا، جب وہ اس سواری سے ناامید ہوگیا تو ایک درخت کے پاس آکر اس کے سائے میں لیٹ گیا اور وہ اپنی سواری سے مایوس ہوچکا تھا گویا مرنے کے لیے لیٹ گیا، چنانچہ اسی دوران کہ وہ اسی مایوسی کے عالم میں تھا اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہے تو اس نے اس کی مہار پکڑلی پھر اس کو اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ بجائے اس کے کہ یہ کہتا کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں یہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں مارے خوشی کے اس سے غلطی ہوگئی تو جتنی اس شخص کو خوشی ہوئی اللہ عزوجل اس سے زیادہ خوش ہوجاتا ہے جب بندہ توبہ کرتا ہے''۔

آپ اندازہ کریں کہ بندے کے توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس پر کتنے راضی ہوتے ہیں، حالانکہ اس میں فائدہ انسان اپنا ہی کرتا ہے، گناہ جتنے بھی کرے اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا، اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها: 2747

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افضل ترین دن:

مسلمان کی زندگی کا افضل ترین سب سے بڑھ کر خوشی اور سعادت کا دن وہ ہوتا ہے جس دن اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے گناہوں کو معاف کر دے اور اپنے بندے کی توبہ قبول فرما لے، کیونکہ توبہ کے بغیر انسان ایسے ہی ہے جیسے مردہ، اور توبہ سے انسان کو ایک نئی زندگی میسر آتی ہے، جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی:

إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ». [1]

”بے شک میری توبہ میں سے یہ بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکالوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا کچھ مال روک وہ تمھارے لیے بہتر ہے“۔

توبہ انبیاء وصالحین کا طرۂ امتیاز ہے:

توبہ کرنا اس قدر بلند پایہ عبادت ہے اللہ کے جتنے نبی گزرے ہیں، رسول گزرے ہیں اسی طرح صالحین اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے وہ اپنے خالق و مالک کے سامنے توبہ کرتے رہے اور اس کی حقیقت سے وہ لوگ متصف رہے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾﴾۔ [2]

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله: لقد تاب الله: 4676

[2] سورۃ التوبۃ: 117

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"بے شک اللہ نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اس کے کہ ان میں سے بعضوں کے دل جلد پھر جانے کو تھے۔ مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾﴾۔ [1]

"اے پروردگار، ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رکھنا اور (پروردگار) ہمیں طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے"۔

اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾﴾۔ [2]

"جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں"۔

جو انبیاء و رسل کا طریق ہو اس سے ہمیں بھی آراستہ ہونا چاہیے، کیونکہ اسی میں ہی ہماری خیر خواہی اور آخرت کی کامیابی ہے۔

[1] سورۃ البقرۃ:128

[2] سورۃ الاعراف:143

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین خطا کار:

مومن غلطی اور کوتاہی سے معصوم نہیں ہوتا، ہر شخص سے غلطی ہو جاتی ہے، غلطی کر کے توبہ کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا لگتا ہے اور اسی طرح آدمی کو غلطی اور گناہ پر اصرار بھی نہیں کرنا چاہیے، گناہ کر کے توبہ کرنے والے ہی بہترین لوگ ہیں۔

نبی اکرم جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ» ۔[1]

”آدم کی تمام اولاد خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سے بہت زیادہ توبہ کرنے والے بہترین ہیں“۔

اور اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ» ۔[2]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمھیں لے جائے اور ایسی قوم کو لے آئے جو گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگیں، پھر اللہ ان کو معاف کر دے“۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے:

توبہ کرنا یہ حقیقی معنوں میں اپنے رب کے سامنے جھک جانا، عاجزی، انکساری کرنا اور استغفار کرنا ہے اور ایسے اسباب سے دور رہنا جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی پر ابھارنے والے ہوتے ہیں اور ایسے رستوں سے بچ کر زندگی گزارنا جو فساد کے رستے ہیں، توبہ اللہ کے ڈر اور خوف سے رونے کا نام ہے، اس رب سے دعا کرنا، اس کا

---

[1] ترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب: 2499

[2] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة: 2749

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوف اور اس کی حیا سے موصوف ہے اور اس توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تک بندہ موت کے دھانے پر نہیں پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَآءَ، ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ»۔ ①

"اگر تم غلطیاں کرو حتی کہ تمھاری غلطیاں آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو تو اللہ تمھاری توبہ کو قبول کرے گا"۔

اور اسی طرح سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں، رحمت جہاناں ھادی برحق جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ، فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ، إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ، إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ»۔ ②

"اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو، تم سب بے راہ ہو مگر جس کو میں راہ پر چلاؤں، پس مجھ

① سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ: 4248

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم: 2577

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہدایت مانگو، میں تمھیں ہدایت دونگا۔

اے میرے بندو، تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو، میں تمھیں کھلاوں گا۔

اے میرے بندو، تم سب عریاں ہو، مگر جس کو میں پہناؤں۔ تم مجھ سے لباس مانگو، میں تمھیں پہناوں گا۔

اے میرے بندو، تم سب رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں سب کے گناہ بخشنے والا ہوں۔ تم سب مجھ سے بخشش مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا''۔

اور اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ، وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً»۔[1]

''اے آدم کے بیٹے! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے مغفرت کی امید رکھے گا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا، خواہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک ہی پہنچ جائیں تب بھی اگر تو مجھ سے مغفرت مانگے گا تو میں تجھے معاف کر دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ کرنے کے بعد مجھ سے اس حالت میں ملے کہ تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت عطا کروں گا''۔

اور اسی طرح صحیح مسلم کی یہ حدیث حیران کر دینے والی ہے کہ توبہ کرنے والے

[1] جامع ترمذی، أبواب الدعوات، باب: 3540

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے سے اللہ کا کیسا عظیم اور مشفقانہ رویہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَأَزِيدُ، وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاؤُهُ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً»۔ ①

”جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو اس جیسی دس نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس سے بھی زیادہ دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں اس کو اس سے صدق واخلاص کے مطابق سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب دیتا ہوں جو شخص کوئی برائی کرتا ہے تو اس کو اسی برائی کے برابر سزا ملتی ہے یا میں اسے بھی معاف کر دیتا ہوں جو شخص اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے ایک بالشت (یعنی بقدر قلیل) میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف آتا ہوں (یعنی میں اس کی توجہ والتفات سے کہیں زیادہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہوں) جو شخص میری طرف ایک گز آتا ہے میں اس کی جانب دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کے برابر بڑھتا ہوں۔ جو شخص میری طرف اپنی چال سے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں اور جو شخص زمین کے برابر بھی گناہ لے کر مجھ سے ملے گا بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو یعنی شرک میں مبتلا نہ ہو تو اگر میں چاہوں گا تو اس کو زمین کے برابر ہی مغفرت عطا کروں گا“۔

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة، باب فضل الذکر والدعاء: 2687

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

توبہ قبول کرنا رب کریم کا فضل عظیم ہے:

یہ رب ذوالجلال والاکرام کا بہت بڑا فضل ہے اور اس رب کریم رؤف رحیم کا بے پناہ کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں سے درگزر کر دیتا ہے اور انھیں حلم ومغفرت کے ساتھ ڈھانپ لیتا ہے اور اپنے بندوں کے گناہوں کی ستر پوشی کر دیتا ہے اور اس نے توبہ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ اے میرے بندو! آؤ آج مجھے راضی کر لو میں جلد راضی ہو جانے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان بے نیازی کے متعلق خود اعلان کرتے ہیں:

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾۔ [1]

"گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴿٢٥﴾﴾۔ [2]

"اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) قصور معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو (سب) جانتا ہے"۔

اور سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ اعلان کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴿١١٠﴾﴾۔ [3]

"اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش

---

[1] سورۃ المومن:3

[2] سورۃ الشوریٰ:25

[3] النساء:110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا"۔

اور نبی کل کائنات جناب محمد کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا»۔ ①

"اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ کو رات کے وقت پھیلاتے ہیں تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کرلے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ کو دن کے وقت پھیلاتے ہیں تاکہ رات کی تاریکی میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا"۔

رسول اکرم ﷺ کا توبہ کرنا:

میرے عزیز قارئین! ہمیں کثرت کے ساتھ اور بہت زیادہ توبہ استغفار کرنا چاہیے، کیونکہ ہماری زندگی کا کوئی شب وروز ایسا نہیں جس میں ہم سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد نہ ہوتی ہو اور اس لیے بھی کہ ہم گناہوں کے پتلے ہیں ہمیں ہر وقت اپنی زبان کو استغفار سے تر رکھنا چاہیے، آیئے میں آپ کو اپنے ہادی و مرشد جناب محمد کریم ﷺ کے دروازے پر لے چلوں، آپ کے متعلق قرآن نے اعلان کیا ہے:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝﴾۔ ②

"(اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح وصاف۔ تاکہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور

---

① صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب: 2759

② سورة الفتح: 2،1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں سیدھے رستے چلائے‘‘۔

اس کے باوجود آپ ﷺ کی کیفیت کیا تھی، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:

«وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً». [1]

’’اللہ کی قسم! میں اللہ سے دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ مرتبہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں‘‘۔

اور اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ، فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ». [2]

’’اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو، کیونکہ میں اس کی طرف دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں‘‘۔

نبی کل کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمیں یہ درس دے رہی ہے کہ ہم سستی و کاہلی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے گناہوں کی دلدل میں گزرتی زندگی کا رخ پلٹیں، سابقہ گناہوں کی اپنے رب سے معافی چاہیں، شیطان کے جالوں سے بچ جائیں، ختم ہو جانے والے تلذذات اور ناز و نعم سے دھوکا مت کھائیں اور کچھ سمجھ بوجھ اور بصیرت سے کام لیں، اس گردش لیل ونہار نے ایک دن ہمیں قبر میں ڈالنا ہے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے ہم نے زندگی میں جتنے جرائم کیے ہیں، گناہ کا ارتکاب کیا ہے، ان سے فوراً کنارہ کش ہو کر اپنے رب حقیقی سے توبہ کر لیں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ: 6307

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب استحباب الاستغفار: 2702

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے:

جب بندہ اپنے گناہ لے کر اپنے خالق و مالک کے دروازے پر آ جاتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو جاتا ہے تو رب کائنات فرماتے ہیں اے میرے بندے! میں نے تیری زندگی کے سارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا - وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا - فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ - وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ - فَاغْفِرْ لِي، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ - أَوْ أَصَبْتُ - آخَرَ، فَاغْفِرْهُ؟ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا، قَالَ: قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ - أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ - آخَرَ، فَاغْفِرْهُ لِي، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا، فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ»۔ [1]

"ایک آدمی نے گناہ کیا (راوی نے کبھی یہ الفاظ کہے کہ ایک شخص سے گناہ سر زد ہوا) تو وہ عرض گزار ہوا: اے میرے رب! میں گناہ کر بیٹھا (کبھی یہ الفاظ کہے کہ مجھ سے گناہ ہو گیا) پس تو مجھے بخش دے، چنانچہ اُس کے رب نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا اور ان کے باعث مواخذہ کرتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ گناہ سے باز رہا، پھر اُس نے گناہ کیا (یا اس

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ: 7507

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے گناہ سرزد ہو گیا) تو اس نے عرض کیا: اے میرے رب! میں گناہ کر بیٹھا (یا مجھ سے گناہ ہو گیا) پس مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا اور ان کے باعث مواخذہ کرتا ہے، پس میں نے اپنے بندے کو پھر بخش دیا۔ پھر وہ ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے چاہا، پھر اس نے گناہ کیا (اور کبھی یہ کہا کہ مجھ سے گناہ ہو گیا)۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پھر عرض گزار ہوا: اے رب! مجھ سے گناہ ہو گیا یا میں پھر گناہ کر بیٹھا، پس تو مجھے بخش دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا اور ان کے سبب پکڑتا ہے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو تیسری دفعہ بھی بخش دیا، پس جو چاہے کرے۔"

اور اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ﴾ [آل عمران: 135] إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ». [1]

"جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو، پھر وہ پاک صاف ہو، پھر وہ دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: "اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہ معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور وہ اپنے کیے ہوئے کام پر اصرار نہیں کرتے اور وہ یہ بات جانتے ہیں"۔ (آل عمران: 135)

---

[1] ابوداود، باب تفریع أبواب الوتر، باب في الاستغفار: 1521

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے میرے بھائی! تو ان لوگوں میں شامل مت ہو جو لوگ زبان سے تو استغفار کرتے ہیں مگر ان کے دل گناہوں پر مصر رہتے ہیں، استغفار اس انداز سے کر کہ زبان اور دل کی مطابقت ہو اور تیرے جسم کے اعضاء کی اصلاح ہو جائے کہ یہ آدمی گناہوں سے رک گیا ہے، ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن نے اعلان فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾[1]

''اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے''۔

موت سے پہلے توبہ کرلو:

اے میرے عزیز! موت کے آنے سے پہلے تائب ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تجھے مہلت دی ہوئی ہے، عمر ختم ہو رہی ہے، زمانہ سمٹتا جا رہا ہے، ہر زندہ چیز کی انتہا موت ہے، ہر جان موت کا ذائقہ چکھ رہی ہے، تو بھی موت کے قریب سے قریب تر ہو رہا ہے، جب موت کا آہنی پنجہ تجھے اپنی آغوش میں لے لے گا، جب سکرات الموت جاری ہوں گے، جب وقت نزاع ہو گا تو یاد رکھ اس وقت تجھے توبہ کی مہلت نہیں ملے گی، نہ قبول کی جائے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ

[1] سورۃ آلِ عمران:135

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾ ـ[1]

"اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) برے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی موت آموجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے"۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ، مَا لَمْ يُغَرْغِرْ» ـ[2]

"بے شک اللہ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اس کی روح گلے تک نہ پہنچے، یعنی جب تک اس کی سانسیں نہ اکھڑ جائیں"۔

صالحین کی توبہ کے چند واقعات:

1۔ زانیہ عورت کی توبہ پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبصرہ:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا»، فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ، فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ

[1] سورة النساء:18

[2] ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة:4253

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَعَالٰی؟»۔ [1]

''جہینہ قبیلہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس حال میں کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں حد کے جرم کی مرتکب ہو چکی ہوں پس آپ ﷺ مجھ پر (حد) قائم کریں تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھنا۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، پھر آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کا جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا؟ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک! اس نے ایسی توبہ کی ہے، اگر مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے؟ کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے پیش کر دیا''۔

2۔ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ، أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَزَنَيْتُ، وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ، فَرَدَّهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قَوْمِهٖ، فَقَالَ: «أَتَعْلَمُوْنَ بِعَقْلِهٖ بَأْسًا، تُنْكِرُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا؟» فَقَالُوْا: مَا نَعْلَمُهٗ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِيْنَا فِيْمَا نُرٰى، فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ،

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی: 1696

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ، وَلَا بِعَقْلِهِ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَ لَهُ حُفْرَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔

''حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور زنا کیا اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا (واپس کر دیا) اگلی صبح وہ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! تحقیق میں نے زنا کیا آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی واپس کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کیا تم اس کی عقل میں کوئی خرابی جانتے ہو اور تم نے اس میں کوئی غیر پسندیدہ بات دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو اسے اپنے برگزیدہ لوگوں میں سے کامل العقل جانتے ہیں، ماعز رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تیسری مرتبہ آیا تو آپ ﷺ نے ان کی قوم کے پاس پیغام بھیجوایا اور اس نے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ اسے کوئی بیماری نہ ہے اور نہ ہی عقل میں خرابی ہے جب چوتھی بار ہوئی تو اس کے لئے گڑھا کھودا گیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا''۔

3۔غامدیہ قبیلے کی عورت کا توبہ کرنا:

قَالَ، فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ، لِمَ تَرُدُّنِي؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى، قَالَ: «إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي»، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ، قَالَتْ: هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهُ، قَالَ: «اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَفْطِمِيهِ». فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ فَطَمْتُهُ، وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ، فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا، فَقَالَ: «مَهْلًا يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ». ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا، وَدُفِنَتْ۔ ①

”راوی کہتے ہیں کہ پھر غامدیہ عورت آئی اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول تحقیق میں نے زنا کیا پس آپ ﷺ مجھے پاک کردیں آپ ﷺ نے اسے واپس کردیا جب اگلی صبح ہوئی تو اسے نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں شاید کہ آپ ﷺ مجھے اسی طرح واپس کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے ماعز کو واپس کیا، اللہ کی قسم! میں تو البتہ حاملہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اگر تو واپس نہیں جانا چاہتی تو جا یہاں تک کہ بچہ جن لے۔ جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کیا یہ میں نے بچہ جن دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ یہ کھانے کے قابل ہوجائے یعنی دودھ چھڑا دے، پس جب اس نے اس کا دودھ چھڑایا تو وہ بچہ لے کر حاضر ہوئی اس حال میں کہ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کی اے اللہ کے نبی میں نے اس کو دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھاتا ہے آپ ﷺ نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی: 1695

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انصاری کے سپرد کیا پھر حکم دیا تو اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے سنگسار کر دیا، چنانچہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور اس کے سر پر ایک پتھر مارا تو خون کی دھار خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑی اور انہوں نے اسے برا بھلا کہا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بری بات کو سنا تو روکتے ہوئے فرمایا: اے خالد! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کا جنازہ ادا کیا گیا اور دفن کیا گیا''۔

4۔ سو آدمی کے قاتل کی توبہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَىٰ رَاهِبٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَىٰ رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ إِلَىٰ أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللهَ فَاعْبُدِ اللهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ إِلَىٰ أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَآئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ وَقَالَتْ مَلَآئِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ»۔ ①

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں کو قتل کیا پھر اس نے اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا پس اس کی ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا اس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے اس نے کہا نہیں پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی اس نے کہا میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے تو اس نے کہا جی ہاں اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے تم اس اس جگہ کی طرف جاؤ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تو بھی ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جا اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستے پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہوگئی پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ توبہ کرتا ہوا اور اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا پس پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا تو اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش

① صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب توبۃ القاتل: 2766

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرلو پس وہ دونوں میں سے جس زمین سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا پس پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا''۔

5۔ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ:

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ میں سے ہیں جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق غزوہ تبوک کے لیے نہ نکل سکے۔

اب ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی دینی غیرت وحمیت نے ان کے ضمیر کو جھنجوڑا کہا کہ ابولبابہ تم نے اس ہادی دو جہاں کی نافرمانی کر لی ہے جن کے بارہ میں عرشِ معلیٰ سے اعلان ہوتا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾۔[1]

یعنی جس کا نافرمان اس کرۂ ارض میں ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے اور آخرت کے دن بھی ذلت ومسکینی اس کا مقدر بن جائے گی۔ یعنی جس کی نافرمانی رب کائنات کی ناراضگی کا باعث اور سبب بن جاتی ہے۔

پیچھے رہنے کی وجہ سے ان پر حزن وملال اور غمزدگی کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو ستون کے ساتھ معلق ومربوط کرلیا اور فرماتے ہیں کہ رب دو جہاں کی قسم ہے جتنی دیر تک میرا رب میرے اس گناہ کو معاف نہیں کرتا اتنی دیر تک میں اس ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھے رکھوں گا۔

اس پر ہی بس نہیں بلکہ نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی میں پانی پیوں گا، مرجاؤں گا یا مٹ جاؤں گا۔ یا پھر میرا رب خوشخبری سنا دے گا:

''اے میرے بندے ابولبابہ رضی اللہ عنہ میں نے تیرے گناہ کو معاف کردیا''۔

---

[1] سورۃ النساء:80

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر ایسے ہی ہوا کہ سات دن ابولبابہ رضی اللہ عنہ ستون کے ساتھ معلق و مربوط رہے نہ کچھ کھانے اور نہ کچھ پینے کی وجہ سے نڈھال و بے حال اللہ کے نبی کے اس صحابی پر غشی طاری ہوئی اور زمین پر گر گئے ان کا زمین پر گرنا تھا کہ رب کائنات کی رحمت جوش میں آئی اور فرمایا کہ:

''میرے محبوب پیغمبر میں ارحم الراحمین نے اپنے بندے ابولبابہ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسا دی ہے۔ اور اسے اپنی رحمت کے دامن میں ڈھانپ لیا ہے''۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ اللہ نے آپ کے گناہ کو معاف کر دیا ہے تو سنتے ہی ابو لبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے آپ کو خود نہیں کھولوں گا جب تک ساری کائنات کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے مقدس اور بابرکت ہاتھوں سے نہیں کھولتے''۔

پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھوں سے کھولا تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! رب کائنات نے میری توبہ قبول فرمالی ہے۔ اب میں اپنی قوم کو الوداع اور چھوڑنا چاہتا ہوں اور اپنے اس وطن کو خیر باد کہنا چاہتا ہوں، کیوں کہ جس سرزمین میں میں نے اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے وہاں ابولبابہ کا سکونت اختیار کرنا بڑا دشوار اور مشکل ہو چکا ہے اور میں توبہ قبول ہو جانے کی خوشی میں اپنا سارا مال و متاع اللہ کی راہ میں لٹا دینا چاہتا ہوں''۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابولبابہ سارے مال کو اللہ کی راہ میں لٹانے کے بجائے اپنے مال کا تیسرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اللہ کی راہ میں قربان کر دیں، آپ کے لیے کافی وشافی ہے اور آپ کی طرف سے کفایت کر جائے گا"۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سائب بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابا جان سے سنا آپ نے فرمایا کہ جب بنو قریظہ والوں نے اپنا قاصد اور پیامبر رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ بنو قریظہ والے سوال اور اپیل کر رہے ہیں کہ آپ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیجیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کا محاصرہ تنگ ہو چکا تھا اور زمین باوجود اپنی وسعت اور کشادگی اور فراخی کے ان کے لیے تنگی داماں کا شکوہ کر رہی تھی۔

تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ کے حلیفوں نے یعنی (بنو قریظہ) والوں نے قبیلہ اوس والوں کو اپنا قاصد بنا کر آپ کی طرف بھیجا ہے تو آپ ان کے پاس جائیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ان کا محاصرہ سخت اور تنگ ہو چکا تھا، ابھی میں پہنچا ہی تھا کہ وہ خود ان کی عورتیں اور ان کے بچے اور بوڑھے سسکیاں لیتے ہوئے بلک بلک اور آہ وبکاء کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے میری طرف لپکے کہ اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ ہم آپ کے غلام ہیں۔ آپ کے علاوہ ہماری دادرسی کرنے والا اور معاونت کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔

اور پھر ان کا سردار کہنے لگا۔ اے ابوبشیر آپ تو اس چیز سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہم نے آپ کی اور آپ کی قوم کے معاملات میں کیسا آپ کا تعاون کیا ہے اور کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب آپ کے باغات اور آپ کی آل اولاد اس علاقے میں تھی تو ہم آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر جب اوس اور خزرج کی معرکہ آرائی اور ان کے درمیان جنگ وجدال کے شعلے اٹھے ہم اس وقت بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اسی پر ہی بس نہیں بلکہ جب بھی تم نے میدانِ کارزار اور میدانِ حرب وضرب کو اپنے نیزے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیروں اور تلواروں سے سجایا تو ہم آپ کے نشانہ بنے تھے۔

اور اب ہمارا محاصرہ بڑا تنگ اور گھیراؤ بڑا سخت ہو چکا ہے، ہم ہلاک اور تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور محمد ﷺ ہمارے قلعوں اور محلوں کا محاصرہ اور گھیراؤ ترک کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ جب تک ہم ان کے پاس ان کے سامنے اپنا سر خم اور ان کے فیصلے تسلیم نہیں کر لیتے اور اپنے ہتھیار نہیں ڈال دیتے پس اگر وہ ہمیں چھوڑ دیں تو ہم اس زمین کو چھوڑ کر شام اور خیبر کا رخ کر لیں گے اور کبھی بھی مسلمانوں کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں کا ساتھ دیں گے۔ تو اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ بتلائیں کہ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم نے سارے لوگوں پر آپ کو ترجیح دی ہے اگر آپ نے ہم پر ترس نہ کھایا اور ہماری سفارش نہ کی تو محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کا لشکر جرار ہمیں ناکوں چنے چبوا دے گا اور ہمیں نیست و نابود کر دے گا، یا پھر ہمارے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہم ان کے فیصلے کو خندہ پیشانی سے مان لیں اور ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں، تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی بے کسی و بے بسی کی وجہ سے مجھ پر رقت طاری ہوگئی میں نے کہا ہاں پھر تم ان کے سامنے ہتھیار ڈال دو اور ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیے تو وہ تمھیں ذبح کر دیں گے، یہ مسلمانوں کا راز تھا جو ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے فاش ہو گیا۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے راز کھول دیا تو پھر میں اس بات پر بڑا پشیمان و پریشان ہوا اور مجھے بڑی ندامت ہوئی اور مجھے میرا ضمیر جھنجھوڑ رہا تھا اور میں اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا کہ ابولبابہ! یہ تم نے بہت بڑا گناہ کر لیا ہے اور ساتھ ساتھ میں اِنا للہ وانا الیہ راجعون افسوس اور صدمہ کی وجہ سے پڑھ رہا تھا۔

اور کعب بن اسد مجھے کہنے لگا اے ابولبابہ! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے آج اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے، جب میں ان کے پاس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھا تو میری داڑھی آنسوؤں سے تر اور بھیگ چکی تھی اور ادھر صحابہ کا جم غفیر میرے پلٹنے کا بڑی شدت سے منتظر تھا تو مجھے اس غلطی اور کوتاہی کے غم نے نڈھال اور بے بس کر دیا، میں نے سوچا کہ اب میں اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کون سا چہرہ لے کر جاؤں اور اسی شرمندگی کو دل میں لیے ہوئے میں نے یہودیوں کے قلعوں اور محلوں کے پیچھے سے راستہ لیا اور سیدھا مسجد نبوی کی طرف چل پڑا مسجد میں پہنچ کر میں نے اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ میرے واپس جانے اور اپنے آپ کو ستون سے باندھنے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«دَعُوْهُ حَتّٰى يُحْدِثُ اللّٰهُ فِيْهِ مَا يَشَآءُ لَوْ كَانَ جَآءَنِيْ اَسْتَغْفَرْتُ فَاَمَّا اِذْ لَمْ يَأْتِنِيْ وَذَهَبَ فَدَعُوْهُ»۔

”اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دو یہاں تک کہ رب ذوالجلال اس کے متعلق کوئی فیصلہ فرما دیں۔ اگر میرے پاس آتا میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا، وہ ہمارے پاس نہیں آیا خود ہی چلا گیا ہے تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو“۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے سات دن آسمان سے برستی ہوئی شدت کی گرمی اور کڑاکے کی سخت دھوپ میں اپنے آپ کو باندھ رکھا اور ان سات دنوں میں نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا، بلکہ اپنی زبان سے کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم! مین ہمیشہ ایسے ہی رہوں گا، یہاں تک کہ پیام اجل آ جائے، موت مجھے اپنی آغوش میں لے لے اور میں اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر اس جہان جاودانی کا مسافر بن جاؤں یا پھر رب کائنات وخالق حقیقی میری توبہ قبول کر لے اور مجھے معاف فرما دے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اسی طرح اپنے آپ کو باندھے رکھا اور اللہ کے نبی ﷺ ان کو صبح وشام دیکھتے تھے کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ بھوکے اور پیاسے رہنے کی وجہ سے لاغر ونحیف اور کمزور ہو چکے تھے۔ آخر پھر وہ دن آ ہی گیا جس دن کا انتظار تھا کہ رب کائنات نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا ہے اور مسرتوں بھری صدائیں لگادی گئی ہیں کہ:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَابَ عَلَيْكَ يَا اَبَا لُبَابَةَ۔

تو پھر رسول معظم نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ جاؤ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دو۔ جب وہ آدمی آیا تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کھلنے سے انکار کر دیا اور کہا جتنی دیر تک نبی ﷺ اپنے دست مبارک سے مجھے نہ کھولیں گے میں یہ رسیاں کھولنے نہیں دوں گا۔

پھر اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ خود تشریف لائے اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی رسیاں اپنے ہاتھوں سے کھولیں۔

ایک اور روایت کے مطابق امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہندہ بنت حارث نے بیان کیا ہے اور وہ آپ ﷺ کی بیوی ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی ہیں، اماں جان فرماتی ہیں کہ:

"میں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے اور ان کی توبہ کے متعلق انھیں بتلا رہے تھے، لیکن ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کمزوری ونقاہت کی وجہ سے آپ ﷺ کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی اور بالوں سے بنی ہوئی رسیاں سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی کلائیوں میں دھنس چکی تھی اور آپ کے بازو زخموں سے چور چور ہو چکے تھے اور پھر ایک عرصہ تک ان کا علاج معالجہ کرتے رہے"۔[1]

---

[1] البداية والنهاية: 4/96، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: 5/8، الروض الانف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام: 3/439

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنی اسرائیل کے ایک آدمی کی توبہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ: فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ وَاذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ، وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، فَأَمَرَ اللهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ، فَغَفَرَ لَهُ»۔ [1]

"ایک شخص، جس نے کوئی نیکی نہیں کی تھی کہا: جب وہ مر جائے تو اُسے جلا دیا جائے، پھر اُس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی سمندر میں بہا دی جائے۔ کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اُس پر قابو پایا تو ضرور اُسے اتنا عذاب دے گا جتنا ساری دنیا میں کسی کو عذاب نہ دیا ہوگا۔ (سو اُس کے اہلِ خانہ نے ایسا ہی کیا) پس اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے اس کے سارے ذرے اکٹھے کر دیئے اور خشکی کو حکم دیا تو جو ذرے اس کے اندر تھے اس نے جمع کر دیئے پھر اُس سے دریافت فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے عرض کیا: (اے اللہ!) تو اچھی طرح جانتا ہے، تجھ سے ڈرتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا"۔

جب بندہ تائب ہوتا ہے، گناہوں سے کنارہ کش ہوتا ہے، توبہ کر کے اس حدیث نبوی کا مصداق بن جاتا ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ: 7506

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ: 4250

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''گناہوں سے توبہ کر لینے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے گناہ کیے ہی نہیں ہیں''۔

جب بندے کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو پھر عرش معلیٰ پر اللہ اپنے اس بندے پر ہنستے اور مسکراتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے، آمین یارب العالمین۔

......*......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا عمل:

میدانِ کارزار میں ایک دوسرے کی طرف جھپٹنے والے دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر اللہ مسکراتے ہیں

وہ لوگ جن کی طرف دیکھ کر ربِ کریم آسمانوں پر ہنستے اور مسکراتے ہیں ان عظیم اور بلند پایہ لوگوں میں وہ دو آدمی بھی ہیں جو مقتل اور میدانِ کارزار میں لڑتے ہیں، ایک دوسرے کی طرف جھپٹتے ہیں، ان میں ایک مسلمان ہے اور دوسرا کافر ہے اور یہ کافر مسلمان کو شہید کرنے والا اور بعد میں قضاء وقدر کا فیصلہ رب کائنات کا نظام ایسے کہ یہ مسلمان ہو جاتا ہے اور پھر خود کفار کے خلاف سینہ سپر ہوتا، جہاد وقتال کرتا ہوا اسلام کی عزت وآبرو اور اعلائے کلمۃ اللہ اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت ورسالت کے لیے اپنے تن من دھن کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے، جامِ شہادت نوش کر جاتا ہے ان دونوں یعنی قاتل اور مقتول دونوں پر ہی اللہ تعالیٰ مسکراتے ہیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

«ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ رَجُلَيْنِ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، وَكِلَاهُمَا فِي الْجَنَّةِ»۔[1]

''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں سے ہنستے ہیں جو ایک اپنے دوسرے ساتھی کو قتل کرتا ہے اور وہ دونوں جنت میں جائیں گے''۔

اور اسی طرح کنز العمال کی روایت ہے، اس کے الفاظ مختلف ہیں:

[1] صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الشهادة: 4666

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخِرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُسْتَشْهَدُ»۔ [1]

''رب ذوالجلال والاکرام دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں، ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں ہی اللہ رب العزت کی جنت میں داخل ہوں گے یہ (یعنی مسلمان) اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے، پھر کافر (یعنی مسلمان کو شہید کرنے والا) پھر اللہ اس کافر کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں، یہ مسلمان ہو کر اللہ کے راستے میں لڑتا ہے، جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے ان دونوں کی طرف دیکھ کر رب کائنات ہنستے ہیں''۔

اس کی روشن مثال:

اس حدیث نبوی کی واضح اور روشن مثال اور دلیل وحشی بن حرب کا واقعہ ہے جو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، جس کی تفصیل کو وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ احد کے میدان میں مشرکین مکہ اپنی بیگمات کو بھی ساتھ لے کر گئے، تاکہ وہ جنگ میں لوگوں کے حوصلے کو بلند کریں تو ان کی بیگمات میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ پیش پیش تھی، اس کا باپ چچا اور بھائی غزوۂ بدر میں قتل کر دیے گئے تھے ابودسمہ فرماتے ہیں: جب یہ لشکر روانہ ہوا تو حبیب بن مطعم نے میری طرف دیکھا اور کہا:

''ابودسمہ! کیا تو غلامی سے چھٹکارا چاہتا ہے؟

---

[1] کنز العمال: کتاب الجهاد، الفصل الأول في الشهادة الحقيقية: 11124

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: مجھے کون غلامی کی زنجیر سے آزاد کرائے گا؟

اس نے کہا: میں۔

میں نے کہا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: اگر تو حضرت محمد ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کر دے تو تو آزاد ہو گا۔

میں نے پوچھا: اس عہد کو پورا کرنے کی ضمانت کون دے گا؟

اس نے کہا: جس کو تو چاہے میں تمام لوگوں کے سامنے گواہی دیتا ہوں کہ میں اس عہد کو نبھاؤں گا۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے، مجھے منظور ہے۔ میں ایک حبشی انسان تھا، نیزہ بازی، تیراندازی اور خنجر اور کلہاڑی چلانے کا بہت بڑا ماہر تھا۔

میرا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا، میں نے اپنی کلہاڑی پکڑی اور لشکر کے ساتھ ہو لیا، لشکر کے پیچھے پیچھے بیگمات قریش کے ساتھ خراماں خراماں چل رہا تھا مجھے جنگ سے کوئی زیادہ دلچسپی نہ تھی۔

جب بھی میرا ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے پاس سے گزر ہوتا یا وہ میرے پاس سے گزرتی اور دھوپ میں میری کلہاڑی کا لشکارا دیکھتی تو بے ساختہ پکار اٹھتی ابودسمہ! آج مقتولین بدر کا بدلہ چکا کر کلیجے کو ٹھنڈا کر دیں، جب ہم اُحد کے مقام پر پہنچے، دونوں فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا، تو میں حمزہ بن عبدالمطلب کی تلاش میں نکلا، میں انھیں پہلے سے پہچانتا تھا اور وہ کسی سے مخفی بھی نہ تھے، کیونکہ وہ ہر دم اپنی پگڑی میں شتر مرغ کا پر پیوست کیے رکھتے تھے اور یہ اس دور میں عرب کے جنگجو بہادروں کی علامت ہوا کرتی تھی، تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا امیر حمزہ شمشیر زنی کرتے ہوئے اور مدمقابل کو تہہ تیغ کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے نیچے اتر رہے ہیں۔

کوئی ان کے سامنے ٹھہرنے اور ثابت قدم رہنے کی سکت نہیں رکھتا، وہ کشتوں کے پشتے لگاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں، میں انھیں دیکھ کر ایک درخت کی اوٹ میں چھپ گیا اور شت باندھ لی کہ جونہی میرے قریب آئیں، تو ان پر یکدم حملہ کر دوں:

إِذْ تَقَدَّمَنِيْ إِلَيْهِ سِبَاعُ بنُ عَبْدِ الْعُزّٰى الْخُزَاعِيُّ، فَلَمَّا رَآهُ حَمْزَةُ، قَالَ: هَلُمَّ إِلَيَّ يَا ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ حَمْزَةُ، فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَا أَخْطَأَ رَأْسَهُ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ كَانَ أَسْرَعَ مِنْ سُقُوْطِ رَأْسِهِ، فَهَزَزْتُ حَرْبَتِيْ، حَتّٰى إِذَا رَضِيْتُ عَنْهَا، دَفَعْتُهَا عَلَيْهِ، فَوَقَعَتْ فِيْ ثُنَّتِهِ، حَتّٰى خَرَجَتْ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، فَوَقَعَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ، فَغُلِبَ، فَتَرَكْتُهُ وَإِيَّاهَا، حَتّٰى إِذَا مَاتَ قُمْتُ إِلَيْهِ، فَأَخَذْتُ حَرْبَتِيْ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْعَسْكَرِ، فَقَعَدْتُ فِيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيْ حَاجَةٌ بِغَيْرِهِ۔

اتنے میں قریش کا شہسوار سباع بن عبدالعزی میدان میں اترا اور پکارنے لگا، ارے حمزہ! میرے مقابلے میں آؤ! امیر حمزہ یہ چیلنج سن کر اس کے مقابلے میں اترتے ہوئے کہنے لگے: مشرکہ کے بیٹے ادھر آؤ، اور بڑی برق رفتاری سے تلوار کا ایک ایسا زوردار وار کیا کہ وہ چشم زدن میں ان کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا اور میں نے موقع پاتے ہی اچانک اپنی کلہاڑی سے ان پر زوردار وار کیا اور میری کلہاڑی نے ان کے پیٹ کے نچلے حصے کو کاٹتے ہوئے دونوں ٹانگوں کو چیر کر رکھ دیا، میری طرف وہ دو قدم جوش سے چلے لیکن ٹانگوں نے ساتھ نہ دیا اور وہیں گر پڑے، کلہاڑی ان کے جسم میں پیوست تھی، جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو میں ان کی لاش کے پاس آیا، کلہاڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکالی اور خیموں میں جا کر بیٹھ گیا مجھے اس سے زیادہ لڑائی میں کوئی دلچسپی نہ تھی میں نے تو انہیں صرف اس لالچ میں قتل کیا کہ مجھے آزاد کر دیا جائے۔

پھر اس کے بعد گھمسان کا رن پڑا، لڑائی کا میدان گرم ہو گیا، چیخ و پکار آسمان کو چھونے لگی، اصحاب محمد ﷺ لڑائی کی لپیٹ میں آ گئے، ان میں سے کافی تعداد میں شہید ہو گئے۔

اس نازک موقع پر ہندہ بنت عقبہ دیگر بیگمات قریش کو اپنے ساتھ لے کر مسلمانوں کی بکھری ہوئی لاشوں کے پاس گئی، انھوں نے ان کے پیٹ چاک کر دیے، آنکھیں نکال دیں، ناک کاٹ ڈالے، پھر ان کے ہار اور بالیاں بنا کر زیورات کی جگہ پہن لیے۔

ہندہ نے اپنا سونے کا ہار اور بالیاں مجھے دیتے ہوئے کہا: ابودسمہ یہ تیرا انعام ہے۔ اسے سنبھال کر رکھنا یہ بڑا قیمتی زیور ہے۔

جب لڑائی ختم ہوگئی، تو میں لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ واپس لوٹ آیا، تو حبیب بن مطعم نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے مجھے آزاد کر دیا۔

میں آزاد تو ہو گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ کی دعوت تیزی سے پھیل رہی ہے، اور مسلمانوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، جوں جوں حضرت محمد ﷺ کا پیغام چہار سو پھیلنے لگا، توں توں مجھ پر خوف و ہراس کے بادل منڈلانے لگے۔

مجھے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ میں مسلسل اسی حالت میں مبتلا رہا، یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ فاتحانہ انداز میں ایک لشکر جرار لے کر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ یہ منظر دیکھ کر میں امن کی تلاش میں طائف کی طرف بھاگ نکلا، لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد باشندگان طائف بھی اسلام کی طرف مائل ہو گئے، انھوں نے رسول اقدس ﷺ سے ملاقات اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرنے کے لیے ایک وفد تشکیل دیا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، زمین باوجود کشادگی کے مجھ پر تنگ ہو گئی، میری گلو خلاصی کے تمام راستے بند ہوتے دکھائی دینے لگے، میں سوچنے لگا کہ اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شام، یمن یا کسی اور ملک کی طرف بھاگ جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں اسی حزن وملال میں مبتلا تھا کہ میری حالت زار دیکھ کر ایک خیر خواہ کو مجھ پر ترس آ گیا، اور اس نے کہا: ارے وحشی بن حرب، اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ ایسے شخص کو قتل نہیں کرتے جو کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، اس کی یہ بات سن کر حضرت محمد ﷺ کی تلاش میں سوئے یثرب روانہ ہو گیا، جب میں وہاں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں، میں آنکھ بچاتے ہوئے بڑی احتیاط سے مسجد میں داخل ہوا اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر پکار اٹھا:

أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

جب آپ نے میری زبان سے کلمہ شہادت سنا تو اپنی نگاہیں میری طرف اٹھائیں، جب مجھے دیکھا تو نظریں دوسری طرف پھیر لیں اور فرمایا:

«وَحْشِيٌّ ؟»، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:«اجْلِسْ، فَحَدِّثْنِي كَيْفَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ»، فَحَدَّثْتُهُ كَمَا أُحَدِّثُكُمَا، فَقَالَ: «وَيْحَكَ! غَيِّبْ عَنِّي وَجْهَكَ، فَلاَ أَرَيَنَّكَ»۔ فَكُنْتُ أَتَنَكَّبُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ حَيْثُ كَانَ، حَتّٰى قُبِضَ۔[1]

''تم وحشی بن حرب ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ امیر حمزہ کو تو نے کیسے قتل کیا تھا؟ میں نے وہاں بیٹھ کر پورا واقعہ بیان کر دیا جب میرا بیان ختم ہوا تو آپ نے غصے سے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیرتے ہوئے کہا: وحشی تم پر افسوس ہے۔ میری نظروں سے دور ہو

[1] سیر أعلام النبلاء 176/1

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤ۔ آج کے بعد میں تجھے نہ دیکھوں اس دن سے میں آپ کی نگاہوں سے ایک طرف رہنے لگا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے بیٹھ جاتے تو میں آپ کے پیچھے بیٹھ جاتا کہ کہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مجھ بدنصیب پر نہ پڑ جائے اور اس طرح مجھے دیکھ کر آپ کو تکلیف نہ ہو، میں مسلسل اسی المناک حالت میں مبتلا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق حقیقی سے جا ملے"۔

وحشی بن حرب نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد میں خود بھی مسلمان ہو گئے، جب وحشی نے آپ کو شہید کیا اس وقت وہ تو نہیں جانتا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ میں بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوں گا اور دشمن کے خلاف لڑوں گا جب یہ لڑ رہے ہوں گے تو آسمان پر رب تعالیٰ مسکرا رہے ہوں گے۔

اسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے:

یہاں پر ایک سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ قرآنِ کریم کا اعلان عام ہے کہ مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا جہنمی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ ۔[1]

"اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قتل مومن کی یہاں پر جو سزا بیان ہوئی ہے اتنی سزا شاید کسی بھی برے عمل کی بیان نہیں کی گئی کہ مومن کے قاتل پر اللہ کا غضب وغصہ ہے اور اللہ کی لعنت ہے، جہنم

[1] سورۃ النساء:93

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے اور عذاب عظیم سے دو چار ہونا ہے، تو پھر یہاں حدیث نبوی میں جس بندے نے مسلمان کو قتل کر دیا وہ جنت میں کیسے داخل ہو گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم میں حدیث آتی ہے نبی مکرم رسول معظم جناب محمد کریم ﷺ کے پاس سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آئے، آ کر کہتے ہیں اللہ کے رسول میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں:

فَبَسَطَ يَمِينَهُ، قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي، قَالَ: «مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟» قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قَالَ: «تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟» قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي، قَالَ: «أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟»۔ [1]

"تو نبی اکرم جناب محمد کریم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ لمبا کیا، عمرو کہتے ہیں میں اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! تجھے کیا ہوا ہے؟ فرماتے ہیں میں نے کہا: میں ارادہ ہے کہ میں شرط لگا لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: یہ شرط لگانا چاہتا ہوں کہ میرے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نے کہ اسلام سابقہ سارے گناہوں کو گرا دیتا ہے اور یقیناً ہجرت گزشتہ سارے گناہوں کو گرا دیتی ہے اور بے شک حج سابقہ گناہوں کو گرا دیتا ہے"۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق جب وہ مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سارے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔

اور یہی بات کائنات کے امام جناب محمد کریم ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمائی تھی جب وہ مسلمان ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑی ساری

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ: 121

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتیں ہوئیں تو اس وقت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''اے اللہ کے رسول! آپ کو تو پتہ ہے کہ میں جہالت میں کس قدر آپ کے خلاف سخت اور بغض رکھنے والا تھا اور حق سے پہلو تہی اختیار کرنے والا تھا اور میں کتنے مسلمانوں کو شہید بھی کرنے والا ہوں، میری آپ کے حضور التجا ہے کہ آپ رب تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے تو اس وقت سراپا رحمت جناب محمد کریم ﷺ نے فرمایا تھا: خالد اسلام پچھلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ختم کر دیتا ہے اس لیے اللہ نے تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دیا ہے''۔[1]

اور اسی طرح کے کلمات اللہ کے پیغمبر جناب محمد کریم ﷺ نے ھبار بن اسود سے کہے تھے، حالانکہ ھبار وہ شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کو بہت ستایا، بہت تکلیف پہنچائی، آپ کی بیٹی کو نیزہ مار کر شہید کر دیا تھا، تو رحمت جہاناں رؤف ورحیم پیغمبر نے اس ھبار جیسے شخص سے بھی یہی فرمایا تھا:

قَدْ عَفَوْتُ عَنْكَ...

''اے ھبار محمد کریم ﷺ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ تجھے دین اسلام کی طرف ہدایت عطا فرما دی ہے، کیونکہ اسلام انسان کی زندگی کے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

اس لیے جب اس نے مسلمان کو شہید کیا اور پھر بعد میں مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا تو رب کائنات نے اس کی زندگی کے گناہوں کو مٹا کر جنتوں کا مہمان بنا لیا ہے۔

*

[1] کنز العمال: 37024

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ساتواں عمل:

خطیر ترین حالات میں دشمن کے خلاف سینہ سپر مجاہد

وہ لوگ جن پر رب کائنات راضی ہو جاتے ہیں اور ان کو یہ سعادت ملتی ہے کہ عرش والا رب ان کی طرف دیکھ کر ہنستا اور مسکراتا ہے، ان میں سے ایک خوش نصیب مجاہد اور میدان کارزار میں دشمن کے خلاف سینہ تان کر لڑنے والا مجاہد ہے، جس کے ساتھی شکست فاش سے دوچار ہو چکے ہوں، تو وہ پھر اللہ پر اعتماد اور مکمل بھروسہ کر کے رب تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے میدان میں جما رہتا ہے، ان کی اس دلیری، جرأت و بہادری اور جوانمردی پر رب کائنات خوش ہوتے اور ہنستے ہیں اور ساتھ رب ذوالجلال والاکرام اپنے نورانی ملائکہ کو فخر سے اس کے متعلق بتلاتے ہیں اور آسمان پر اس کے صبر واستقامت کو سراہتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثلاثةٌ يحبُّهم اللهُ عزّ وجلّ، ويضحكُ إليهم، ويستبشرُ بهم: الذى إذا انكَشَفتْ فئةٌ؛ قاتلَ وراءَها بنفسِه لله عزّ وجلّ، فإمّا أنْ يُقتلَ، وإمّا أن يَنصُرَه اللهُ ويكفِيَه، فيقولُ اللهُ: انظرُوا إلي عبدِي كيف صَبَرَ لى نفسَه؟ والذى له امرأة حسناء، وفراش لين حسن، فيقوم من الليل، فيقول: يذر شهوتَه، فيذكُرنى ويناجينى، ولو شاءَ رقَدَ؛ والذِى يكونُ فى سَفَرٍ، وكانَ معه ركْبٌ؛ فسهِرُوا ونصِبُوا ثمّ هَجَعُوا، فقامَ من السّحرِ فى سرّاءَ أو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرّاءَ»۔ [1]

”تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور انھیں خوشخبری سناتے ہیں، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کی جماعت اور گروہ دشمن سے شکست خوردہ ہو چکا ہے اور وہ ان کے پیچھے اکیلا ہی لڑتا ہے، اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے یا تو وہ اللہ کے رستے میں شہید کر دیا جائے یا پھر اللہ رب العزت اس کی مدد کریں اور اس کو کافی ہو جائیں، تو ایسے آدمی سے اللہ کو اس قدر محبت ہے اور رب تعالیٰ خوشی سے مسکراتے ہیں اور ساتھ اپنے فرشتوں سے کہتے ہیں دیکھو میرے بندے کی طرف کیسے اس نے اپنی جان پر صبر کیا ہوا ہے“۔

طبرانی کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رَجُلاَنِ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَيْهِمَا، رَجُلٌ تَحْتَهُ فَرَسٌ مِنْ أَمْثَلِ أَصْحَابِهِ، فَلَقِيَهُمُ الْعَدُوُّ، فَانْهَزَمُوا وَثَبَتَ، وَالْآخَرُ إِنْ قُتِلَ قُتِلَ شَهِيْدًا، فَذٰلِكَ الَّذِي يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَيْهِ»۔ [2]

”دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں، ایک وہ آدمی جس کے پیچھے ایسا گھوڑا ہے جیسے گھوڑے اس کے ہم سفر ساتھیوں کے پاس ہیں، وہ دشمن سے لڑتے لڑتے شکست کھا گئے اور وہ بندہ دشمن کے خلاف ڈٹا رہا، میدان جہاد میں لڑتا رہا اور اگر وہ قتل ہو جاتا ہے تو وہ شہید ہے اس بندے کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں“۔

---

[1] سلسلہ صحیحہ:3478

[2] طبرانی:8817

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اللہ مسکرائے:

شہداء جب اپنے اللہ کے رستے میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے دشمن سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرتے ہیں تو ربِ ذوالجلال والاکرام عرش پر اپنے ان جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے بندوں کو دیکھ کر مسکراتے اور ہنستے ہیں، جیسا کہ مستدرک حاکم کی روایت ہے اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ بیان فرماتی ہیں:

لَمَّا مَاتَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ صَاحَتْ أُمُّهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا يَرْقَأُ دَمْعُكِ، وَيَذْهَبُ حُزْنُكِ، فَإِنَّ ابْنَكِ أَوَّلُ مَنْ ضَحِكَ اللهُ إِلَيْهِ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ»۔ [1]

"جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی ماں چیخ و پکار کرنے لگی، چنانچہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے آنسو نہیں رکیں گے اور تیرا غم ختم نہیں گیا، کیونکہ تیرا بیٹا پہلا وہ شخص ہے جس کی طرف دیکھ اللہ مسکرائے اور ہنسے اور اس کے لیے اللہ کا عرش بھی ہل گیا"۔

اور اسی طرح بیہقی کی روایت ہے عاصم بن عمرو بن قتادہ فرماتے ہیں جس دن بدر کی معرکہ آرائی ہوئی، جب میدانِ بدر سجا تو اس دن عوف بن عفراء بن حارث رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ مَا يُضْحِكُ الرَّبَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْ عَبْدِهِ؟ قَالَ: «أَنْ يَرَاهُ قَدْ غَمَسَ يَدَهُ فِي الْقِتَالِ يُقَاتِلُ حَاسِرًا»۔ فَنَزَعَ عَوْفٌ دِرْعَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ۔ [2]

"اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھ کر ہنستے اور مسکراتے

---

[1] مستدرک حاکم: 258/5

[2] سنن الکبری للبیہقی: 18662

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ تو نبی کل کائنات ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دیکھ کر اس وقت ہنستے ہیں جب بندہ اس کی توحید اور ربوبیت والوہیت کی خاطر میدانِ کارزار میں کود پڑتا ہے، کافروں اور مشرکوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر بڑھتا ہے اور دشمن کے پرخچے اڑاتا ہے، اللہ کے دشمنوں کو جہنم واصل کرتا ہے، یہ الفاظ سن کر عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور آگے بڑھے، دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے اتنا لڑے کہ ایک وقت آیا کہ جامِ شہادت نوش کر گئے''۔

یہی افضل جہاد ہے:

محمد رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی مدحت سرائی فرمائی ہے جو دشمن کے خلاف ڈٹ کر اور میدان میں پوری مضبوطی، استقامت اور سیسہ پلائی دیوار اور پہاڑوں کی صلابت سے زیادہ شدت سے لڑتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف دیکھ کر اللہ ہنستے بھی ہیں اور ان کے جہاد کو افضل ترین جہاد بھی قرار دیا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أفضل الجهاد عند الله يوم القيامة: الذين يلتقون في الصف الأول فلا يلفتون وجوههم حتى يقتلوا، أولئك يتلبطون في الغرف العلى من الجنة ينظر إليهم ربك إذا ضحك إلي قوم فلا حساب عليهم»۔

''اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ترین جہاد قیامت کے دن ان لوگوں کا شمار ہوگا جو دشمن کے خلاف صف اول میں لڑتے ہیں، پھر وہ پلٹ کر نہیں دیکھتے، بلکہ دشمن کے خلاف بڑی جوانمردی سے لڑتے ہیں اور اس وقت تک لڑتے ہیں کہ وہ راہِ حق میں کٹ جاتے ہیں، جامِ شہادت نوش کر جاتے ہیں، یہی وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جنت نعیم کے اعلیٰ بالا خانوں میں جگہ عطا فرمائیں گے اور وہ وہاں پر بڑی مسرت والی زندگی گزاریں گے اور ان کا رب ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے گا''۔

اور یہ یقینی بات ہے کہ جس قوم کی طرف دیکھ کر آپ کا رب ہنس پڑا اس کا قیامت کے دن حساب نہیں ہوگا۔

افضل ترین شہید:

شہداء کی قدر و قیمت اور ان کا مقام بہت بلند و بالا ہے، لیکن شہداء میں سے بھی بلند ترین وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ کائنات کے امام جناب محمد کریم ﷺ نے اپنی زبان نبوت سے کیا ہے، جیسا کہ مسند احمد کی حدیث ہے نعیم بن حمار کہتے ہیں ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا:

أَيُّ الشُّهَدَآءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الَّذِيْنَ إِنْ يُلْقَوْا فِي الصَّفِّ لَا يَلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوا، أُولٰئِكَ يَتَلَبَّطُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ، وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ، وَإِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ»۔ [1]

''کون سے شہداء افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ افضل شہداء ہیں جو جب دشمن سے صف میں ملتے ہیں تو اپنے چہروں کو موڑتے نہیں یہاں تک کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو جنت کے بلند بالا خانوں کی طرف جائیں گے اور ان کو دیکھ کر رب تعالیٰ مسکرائیں گے اور جب آپ کا رب کسی بندے کی طرف دیکھ کر دنیا میں مسکرا دے تو اس کا حساب نہیں ہوگا''۔

[1] مسند احمد: 22476

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہید کے خون سے کستوری کی مہک:

انسانی جسم میں خون کا بنیادی کردار ہے، اسی خون کے بل بوتے پر انسان زندگی کی نعمتوں اور آسائشوں سے محظوظ ہوتا ہے اور کچھ بدقسمت لوگ ایسے ہیں جن کے جسم کا خون اللہ کی نافرمانیوں کے رستوں میں بہہ جاتا ہے، کسی کا خون چوری ڈکیتی کرتے بہہ جاتا ہے، لیکن شہید وہ خوش قسمت انسان ہے جس کے خون کا ایک ایک قطرہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے، اسلام کی بالا دستی اور سربلندی کے لیے، رب کی توحید کے لیے اور محمد کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کے لیے بہہ جاتا ہے، جب ان رستوں پر بندہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک پیش کر دیتا ہے تو اس کے لیے زبانِ نبوت سے اعلان ہوتا ہے:

«كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ تَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ، تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ»۔ [1]

”ہر وہ زخم جو کسی مسلمان کو اللہ کے راستے میں لگے پھر وہ قیامت کے دن اپنی اسی صورت پر ہوگا جس طرح وہ زخم لگائے جانے کے وقت تھا کہ اس سے خون نکل رہا ہوگا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی“۔

اور دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ترین دو قطرے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ، قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجهاد: 1876

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الْأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ»۔ [1]

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنسو بن کر نکلے اور دوسرا وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہے۔ جہاں تک دو نشانوں کا تعلق ہے تو ایک وہ اثر جو جہاد میں چوٹ وغیرہ لگنے سے ہو اور دوسرا وہ اثر (یعنی نشان) جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں کوئی فرض ادا کرتے ہوئے ہو"۔

شہید کے خون کا قطرہ اللہ کو بہت محبوب ہے:

شہید کے خون کا قطرہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر مقام ومرتبہ ہے، اس کا اندازہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ گرامی سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ، قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الْأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ»۔ [2]

"اللہ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنسو بن کر نکلے اور دوسرا وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہے۔ جہاں تک دو نشانوں کا تعلق ہے تو ایک وہ اثر جو جہاد میں چوٹ وغیرہ لگنے سے ہو اور دوسرا وہ اثر (یعنی نشان) جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں کوئی فرض ادا کرتے ہوئے ہو"۔

[1] ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل المرابط: 1669

[2] ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل المرابط: 1669

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہید کا دربارِ الٰہی میں اکرام:

شہید کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جنت میں اکرام اور اس کی عزت وتوقیر اس قدر زیادہ ہوگی کہ وہ اللہ کی نعمتوں والی جنت میں پہنچ کر بھی اپنے دل کے اندر دنیا میں پلٹ کر جانے کی تمنا رکھے گا، کیونکہ رب کے راستہ میں شہید ہونے کا جو مزہ اور لذت ہے وہ شہید جنت میں بھی محسوس نہیں کرے گا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ» ۔[1]

''جو شخص جنت میں داخل ہوتا ہے، وہ اس بات کو نہیں چاہتا، کہ دنیا کی طرف پھر لوٹ جائے، چاہے دنیا میں پھر اسے دنیا بھر کی چیزیں مل جائیں، البتہ شہید یہ چاہتا ہے کہ وہ ہر بار دنیا کی طرف لوٹایا جاتا رہے، تاکہ وہ دس مرتبہ قتل کیا جائے، کیونکہ وہ قتل فی سبیل اللہ کی فضیلت دیکھ چکا ہے''۔

شہید فردوس اعلیٰ میں ہوں گے:

شہداء اور مجاہدین کو اللہ تعالیٰ جنت کا وہ بالائی حصہ عطا فرمائیں گے جس کو جنت الفردوس کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے، جس طرح نبی مکرم رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ سے فرمایا تھا، جب ان کا بیٹا بدر کے میدان میں شہید کر دیا گیا تھا، چنانچہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ يَكُنْ فِي

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب تمنی المجاهد ان یرجع الی الدنیا: 2817

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ، فَقَالَ: «وَيْحَكِ، أَوَهَبِلْتِ، أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ، إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ»۔ ①

”حارث بن سراقہ بدر کے دن شہید ہوئے وہ لڑکے تھے ان کی والدہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ جانتے ہیں حارثہ سے مجھ کو کیسی محبت تھی اب اگر وہ بہشت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کسی برے حال میں ہے تو آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ میں کیسا رو رہی ہوں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا افسوس! کیا تو دیوانی ہوگئی ہے اور کیا اللہ کی ایک ہی جنت سمجھی ہے جنتیں بہت سی ہیں اور تیرا بیٹا حارثہ تو جنت الفردوس میں ہے“۔

اور بخاری کی دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا». فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ، فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ۔ أُرَاهُ۔ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ»۔ ②

”جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدرا: 3982

② صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ: 2790

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«أَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً»، فَقَالَ: «هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوْا، قَالُوْا: يَا رَبِّ، نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى، فَلَمَّا رَأٰى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا»۔ [1]

''حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا جنہیں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے انہیں مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں تو انہوں نے کہا ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی روحیں سرسبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں ان کے لیے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں پھرتی رہتی ہیں جہاں چاہیں پھر انہیں قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں ان کا رب ان کی طرف مطلع ہو کر فرماتا ہے کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح تین مرتبہ فرماتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ انہیں کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا تو وہ عرض کرتے ہیں اے رب ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں یہاں تک کہ ہم تیرے راستہ میں دوسری مرتبہ

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ: 1887

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل کیے جائیں جب اللہ دیکھتا ہے کہ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے''۔

یہ رب ذوالجلال والاکرام کا اپنے شہید بندوں کے ساتھ سلوک اور شفقت و رحمت ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مالک کائنات مجھ جیسے ناچیز اور حقیر بندے کو بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے، آمین۔

شہید کے لیے انعامات کی بارش:

شہادت کی چادر میں لپٹ کر جانے والے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بلند پایہ سلوک کرے گا، لیکن ان ساری خوبیوں اور سارے انعامات کے باوجود شہید کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق درج ذیل انعامات عطا فرمائیں گے، جیسا کہ سنن ترمذی کی حدیث ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهِ»۔[1]

''حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعامات ہیں۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ عذاب قبر سے محفوظ اور قیامت کے دن کی بھیانک وحشت سے مامون کر دیا جاتا ہے۔

[1] ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب فی ثواب الشهيد: 1663

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے سر پر ایسے یاقوت سے جڑا ہوا وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔ اور اس کی بڑی آنکھوں والی بہتر حوروں سے شادی کر دی جاتی ہے اور ستر رشتہ داروں کے معاملہ میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے“۔

شہدائے اُحد اور ان کی تمنا:

کائنات کے امام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد کی معرکہ آرائی میں کفر کے خلاف سینہ سپر ہونے والے محمد کریم ﷺ کی معیت میں دشمن کے پرخچے اڑانے والے اور آپ کے میمنہ ومیسرہ جانباز اور شہباز بن کر لڑنے والے بڑی ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ کفر سے ٹکرانے والے آپ کے تلامذہ میں کچھ ایسے تھے جو میدان احد میں شہادتوں کے جام نوش کر گئے، ان اللہ کے شیروں کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ، تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ، وَمَشْرَبِهِمْ، وَمَقِيلِهِمْ، قَالُوا: مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا، أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ، وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ، فَقَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾ آل عمران: 169 إِلَي آخِرِ الْآيَةِ۔ ①

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ

① ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة: 2520

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتی اور اس سے سیراب ہوتی ہیں اور اس (جنت) کے پھل کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں جب ان کی روحوں نے کھانے پینے اور آرام و راحت کی لذت محسوس کی تو کہا کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں تک یہ خوشخبری پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں کھانے پینے کو ملتا ہے (ہم ان کو یہ خوشخبری اس لیے سنانا چاہتے ہیں تاکہ) وہ جہاد سے بے توجہی نہ برتیں اور کفار سے قتال و جدال میں پیچھے نہ ہٹیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری یہ خوشخبری ان تک۔ پہنچادوں گا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ ہرگز نہ کہو بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور وہاں کے رزق سے فیض یاب ہیں''۔

شہداء نبیوں سے ایک درجہ نیچے ہوں گے:

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کرہِ ارض سے مٹ جانے والے شہداء کا جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام سے درجہ ایک نیچے اور کم ہوگا، جیسا کہ نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْقَتْلُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَذٰلِكَ الشَّهِيْدُ الْمُمْتَحَنُ فِيْ خَيْمَةِ اللهِ تَحْتَ عَرْشِهٖ، لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّوْنَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ، وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ قَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا، جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ، وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَمَصْمَصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهُ وَخَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءُ الْخَطَايَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأُدْخِلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ، وَلِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ، وَبَعْضُهَا أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَرَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ فِي النَّارِ، السَّيْفُ لَا يَمْحُو النِّفَاقَ»۔ [1]

''جو لوگ جہاد میں مارے جاتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ کامل مؤمن جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کیا چنانچہ جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی (تو وہ پوری بہادری اور شجاعت) کے ساتھ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا، نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ شہید ہے جس کو جہاد کی مشقتوں اور مصائب پر صبر کرنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا یہ شہید آخرت میں عرش الٰہی کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہوگا یعنی اس کو حق تعالیٰ کا کمال قرب اور اس کے حضور میں درجہ خاص حاصل ہوگا اور انبیاء اس سے صرف درجہ نبوت میں زیادہ ہوں گے اور دوسرا شخص وہ مؤمن ہے جس کے اعمال ملے جلے ہوں کہ اس نے کچھ نیک عمل کئے ہوں اور کچھ برے عمل چنانچہ اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو پوری بہادری اور شجاعت کے ساتھ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا، نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ شہادت یا خصلت، پاک کرنے والی ہے کہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تلوار خطاؤں کو بہت زیادہ مٹانے والی ہے یہ وہ شہید ہے کہ جس دروازے سے جانا چاہے گا جنت میں داخل کیا جائے گا اور تیسرا شخص منافق ہے کہ (اگرچہ) اس نے بھی

[1] مسند احمد:17657

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو (خوب) لڑا یہاں تک کہ مارا گیا (لیکن) یہ شخص دوزخ میں جائے گا کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوقِ شہادت:

✱......حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت:

حضرت امام ابن الاثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ جب دولت ایمان سے بہرہ ور ہوئے اور لذت ایمانی سے شاد ہوئے تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد غزوہ اُحد وقوع پذیر ہوا۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنے تینوں نوجوان بیٹوں کو دیکھا کہ وہ دشمن سے مقابلہ کرنے کی تیاری میں مصروف ہیں اور صبح وشام بہادر شیروں کی مانند آ جا رہے ہیں اور وہ جامِ شہادت نوش کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر دم بے چین ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹوں کے جذبۂ جہاد سے متاثر ہو کر خود بھی میدان کارزار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کا عزم کر لیا، لیکن بیٹوں نے اپنے باپ کو اس ارادہ سے روکا، کیونکہ ایک تو وہ عمر رسیدہ تھے، مزید برآں وہ ایک ٹانگ سے معذور بھی تھے۔

بیٹوں نے عرض کی: ابا جان اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ معذور ہیں، آپ یہ تکلیف نہ اٹھائیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا ہے۔

باپ اپنے بیٹوں کی باتیں سن کر رنجیدہ خاطر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شکوہ کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے مجھے جہاد میں شریک ہونے سے روک رہے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ میں لنگڑا ہوں۔

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ أَطَأُ بِعَرْجَتِیْ هٰذِهٖ فِی الْجَنَّةِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اَمَّا اَنْتَ فَقَدْ عَذَرَكَ اللّٰهُ وَلَا جِهَادَ عَلَيْكَ» وَقَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِبَنِيهِ: «لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَمْنَعُوهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَّرْزُقَهُ الشَّهَادَةَ» فَأَخَذَ سِلَاحَهُ وَوَلّٰى وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ وَلَا تَرُدَّنِي إِلٰى أَهْلِي خَائِبًا۔ ①

"اللہ کی قسم! میں تو لنگڑاتا ہوا جنت میں داخل ہونا چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ شوق دیکھ کر ان کے بیٹوں سے ارشاد فرمایا: انہیں جہاد میں شریک ہونے دو۔ شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہادت نصیب فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم سن کر بیٹوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ جب جہاد کے لیے میدان کی طرف نکلنے کا وقت آیا تو حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اس انداز سے الوداع کہا جیسا کہ اب کبھی واپس گھر نہیں لوٹیں گے، پھر قبلہ رخ ہو کر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: الٰہی مجھے شہادت نصیب کرنا اور مجھے ناکام بنا کر اپنے اہل خانہ کی طرف نہ لوٹانا"۔

پھر وہ اپنے بیٹوں کے جلو میں میدانِ جنگ کی طرف چل پڑے۔ ان کی قوم بنو سلمہ کے بہت سے افراد اس جنگ میں شریک ہوئے۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو مجاہدین اسلام رسول اللہ ﷺ کے گرد مختلف دستوں میں بٹ گئے۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سب سے اگلے دستہ میں چلے جا رہے ہیں اور اپنی ایک ٹانگ کے سہارے چوکڑیاں بھرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور اپنی زبان مبارک سے یہ کہہ رہے ہیں: میں جنت کا مشتاق ہوں۔ میں جنت کا متلاشی ہوں"۔

اور ان کے پیچھے ان کا بیٹا خلاد رضی اللہ عنہ چلا آ رہا تھا۔ یہ بوڑھے مجاہد اور ان کا جوان بیٹا رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسلسل دفاع کرتے رہے، یہاں تک کہ دونوں یکے بعد دیگرے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

① اسد الغابة: 186/6

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ شہداء کی طرف تشریف لے گئے تا کہ ان کی تدفین کا بدوبست کیا جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''شہداء اسلام کو خون اور زخموں کی حالت میں ہی رہنے دو، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان کی شہادت کی گواہی دوں گا''۔

پھر ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی کر دیا جاتا ہے تو اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخموں سے زعفرانی رنگ کا خون بہہ رہا ہوگا اور اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگی''۔

پھر ارشاد فرمایا:

''عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کیا کرتے تھے''۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اُحد کے شہداء سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور ان کی قبروں کو اپنی رحمت سے منور کر دیا۔

✱......عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت:

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے شوقِ شہادت کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک ناقابل فراموش واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ اُحد شروع ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور فرمایا:

''کیا تم اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں''۔

ہم ایک گوشے میں الگ ہو گئے اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللهم إذا لقيت العدو غدا فلقني رجلا شديدا بأسه شديدا حرده. فأقتله فيك وآخذ سلبه. فأمن عبد الله بن جحش۔

''پروردگار عالم! جب میں دشمن کے سامنے آؤں تو مجھے ایسے شخص سے پنجہ آزمائی کا موقع دینا، جو بڑا ہی بہادر اور جنگجو ہو اور انتہائی غصیل ہو، میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے، پھر مجھے اس پر غلبہ عطا کرنا یہاں تک کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کے سارے مال پر قبضہ کر لوں''۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے میری دعا پر آمین کہی۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حضور خود یہ دعا مانگنے لگے:

اللهم ارزقني غدا رجلا شديدا بأسه شديدا حرده أقاتله فيك ويقاتلني ثم يقتلني ويأخذني فيجدع أنفي وأذني فإذا لقيتك قلت: يا عبد الله! فيم جدع أنفك وأذناك فأقول: فيك وفي رسولك. فيقول: صدقت۔

''الٰہی! مجھے ایسے شخص سے مقابلے کی توفیق عطا فرما جو انتہائی غصیل، بہادر، تجربہ کار اور جنگجو ہو، فقط تیری رضا کے لیے میں اس سے لڑوں، پھر وہ مجھے قابو کرنے میں کامیاب ہو جائے اور میری ناک اور کان کاٹ ڈالے جب میں اسی حالت میں قیامت کے دن تیرے حضور پیش ہوں تو آپ کا مجھ سے یہ سوال ہو۔ عبداللہ! کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے؟ تو میں تیرے حضور عرض کروں: خدایا! تیری رضا کی خاطر اور آپ کی طرف سے مجھے یہ جواب ملے: تو بالکل سچ کہتا ہے''۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كانت دعوى عبد الله خيرا من دعوتي فلقد رأيته آخر النهار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وإن أنفه وأذنيه معلقان في خيط ۔[1]

”حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہت بہتر تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کرلیا، میں نے سرشام دیکھا کہ انھیں قتل کر دیا گیا ہے اور دشمنوں نے ان کی ناک اور کان کاٹ کر ایک درخت کے ساتھ لٹکائے ہوئے ہیں“۔

......*......

[1] اسد الغابة: 259/5

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں عمل:

آخری جنتی اور اللہ تعالیٰ کا مسکرانا

وہ لوگ جن کو دیکھ کر آسمان وزمین کے خالق ومالک رب ذوالجلال والاکرام کی ذاتِ گرامی مسکراتے ہیں ان لوگوں میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی ہولناک اور اندوہ ناک جہنم کی وادیوں میں طرح طرح کی سزاؤں سے دوچار ہوکر سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا مہمان بنے گا، اس کا تذکرہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود، مغیرہ بن شعبہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے رب! جنت میں سب سے کم درجہ جس شخص کا ہوگا اس کا کیا حال ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں جنت جانے والے شخص کا حال فرمایا کہ جب اسے جہنم سے نکالا جائے گا تو وہ اس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا:

«تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ، لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ»۔

”بڑی عزت وبرکت والی ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے نواز ہے جیسی پہلے اور بعد کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی“۔

وہ اسی گمان میں جہنم کے کنارے بیٹھا ہوگا کہ اچانک دور سے ایک درخت نظر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آئے، وہ درخت کو دیکھ کر کہے گا:

«اَیْ رَبِّ! اَدْنِنِیْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا»۔

''اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تا کہ میں اس کے سائے میں بیٹھوں اور اس کا پانی پیوں''۔

اللہ فرمائیں گے:

«یَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّیْ اِنْ اَعْطَیْتُکَهَا سَاَلْتَنِیْ غَیْرَهَا»۔

''اے ابن آدم! اگر میں تجھے یہ سایہ نصیب کر دوں تو تو غالباً مجھ سے اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز مانگے گا''۔

وہ پختہ وعدہ کرے گا: نہیں نہیں، میرے رب! اور کچھ نہیں مانگتا۔ بس صرف اس درخت کے قریب کر دے، چنانچہ اللہ اس کو اس درخت کے قریب کر دیں گے کہ اس کے سائے میں بیٹھے، اس کے پھل کھائے، اس کا پانی پیے۔ اسی حال میں ہو گا کہ پہلے درخت سے بہتر ایک اور درخت نظر آئے گا۔ وہ کہے گا: اے اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تا کہ میں اس کا پانی پیوں، اس کے سائے میں بیٹھوں، تیری عزت وجلال کی قسم! بس یہ دے دے مزید کچھ نہیں مانگوں گا۔

اللہ فرمائیں گے:

«یَا ابْنَ اٰدَمَ، اَلَمْ تَکُنْ تُعَاهِدُنِیْ اَلَّا تَسْاَلَنِیْ غَیْرَهَا؟»۔

''اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اس درخت کے بعد کچھ اور نہیں مانگوں گا؟''۔

وہ کہے گا: بس اللہ! یہ دے دے اور کچھ نہیں مانگوں گا، چنانچہ اللہ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا، اسی حالت میں ہو گا کہ پہلے دونوں درختوں سے زیادہ بہتر اور زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت جنت کے دروازے کے قریب ایک اور درخت نظر آئے گا، وہ صبر کی کوشش کرے گا، مگر صبر کہاں! کہے گا: میرے رب! اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں، اس کے سائے تلے رہوں، اب اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اس کے بعد کچھ نہیں مانگے گا؟"۔

پھر اللہ اسے تیسرے درخت کے پاس کر دے گا، جب اس تیسرے درخت کے نیچے جائے گا تو سامنے جنت نظر آئے گی، اہل جنت کی آوازیں سنے گا، اس کی نعمتیں، اس کے محلات، اس کے باغات نظر آئیں گے، وہ ان کو دیکھتا رہے گا، لیکن بالآخر صبر نہ کر سکے گا اور کہے گا:

«يَا رَبِّ، أَدْخِلْنِيهَا»۔

"میرے پروردگار! مجھے اس جنت میں داخل کر دے"۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

«يَا ابْنَ آدَمَ! مَا يَصْرِينِي مِنْكَ؟ أَيُرْضِيكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا؟»۔

"اے ابن آدم! مجھ سے تیرے تقاضے کو کون سی چیز روکے گی؟ کیا تو اس بات سے راضی ہے کہ پوری دنیا تجھے دُگنی کر کے دے دوں؟"۔

بندہ کہے گا:

«يَا رَبِّ! أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ»۔

"میرے پروردگار! کیا تو میرا مذاق اڑا رہا ہے، حالانکہ تو سارے جہاں کا پروردگار ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرض اس بندے سے کہا جائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جب داخل ہونے کے لیے جائے گا تو اسے ایسا محسوس ہوگا کہ پوری جنت بھر چکی ہے، چنانچہ وہ کہے گا:

«اَیْ رَبِّ، کَیْفَ؟ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوا اَخَذَاتِهِمْ؟»۔

''میرے پروردگار! یہ کیوں کر ممکن ہے؟ لوگ تو اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں اور اپنا اپنا حصہ قبضے میں کر چکے ہیں؟''۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم پسند کرو گے کہ تمہاری ملکیت دنیا میں کسی بادشاہ کے ملک جتنی ہو۔ وہ کہے گا: ہاں میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ہم نے تجھے اتنی بادشاہی بخش دی اور پانچ مرتبہ زیادہ بڑی سلطنت تمہیں عطا کر دی، وہ کہے گا: میرے رب میں خوش ہو گیا، اللہ فرمائے گا:

«هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ»۔

''یہ تیرے لیے ہے اور دس گنا زیادہ اور بھی اور تیرا دل جو چاہے اور تیری آنکھ کو جو کچھ بھلا لگے، سب ہم نے تجھے دیا''۔

پھر جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو وہاں حورِعین میں سے اس کی دو بیویاں اس کا استقبال کریں گی اور کہیں گی:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ»۔

''تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے تمھیں ہمارے لیے اور ہمیں تمھارے لیے بنایا''۔

پھر وہ کہے گا:

«مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُعْطِيتُ»۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو کچھ مجھے ملا ہے ویسا کسی کو نہیں ملا ہو گا''۔

یہ سب سے نچلے درجے والا جنتی ہو گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یہ تو سب سے کم تر درجے کا جنتی ہوا اور اعلیٰ منزل والے جنتی کی شان کیا ہو گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

«أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ»۔[1]

''وہ ایسے لوگ ہیں جن کو میں نے چنا، اختیار کیا، ان کی عزت و بزرگی کو اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر ثبت کر دی (میں نے ان کے لیے جنت میں جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں انہیں) نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کے متعلق تصور تک گزرا''۔

مذکورہ آخری جنتی کے بارے میں صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر کے فارغ ہو جائے گا اور اپنی رحمت سے کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ سے نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ ان لوگوں کو جہنم سے نکال لائیں جنھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا ہو گا، جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم کرنا پسند کیا اور وہ لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ فرشتے جہنم میں انھیں نکالنے جائیں گے تو انھیں سجدے کے نشان سے پہچانیں گے، کیونکہ آتشِ جہنم ابن آدم کو کھا جائے گی، لیکن سجدے کے نشانات باقی رہیں گے، چوں کہ اللہ تعالیٰ سجدے کے نشانات کو جلانا جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے، پھر وہ جہنم کی آگ سے جلے بھنے (کوئلے کی طرح) نکالے جائیں گے، جب ان کے اوپر آبِ حیات چھڑکا جائے گا تو وہ تازہ ہو

[1] اس واقعہ کو بخاری: 6571 اور مسلم: 189 وغیرہ سے اکٹھا کر کے ذکر کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر ایسے جی اٹھیں گے جیسے دانہ کیچڑ کے بہاؤ میں اُگ جاتا ہے (چونکہ پانی جہاں پر کوڑا کرکٹ اور مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ بہت جلد اُگ جاتا ہے اور جلدی سے سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے، اسی طرح جہنمی بھی آبِ حیات پڑتے ہی تازہ دم ہو جائیں گے)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فارغ ہوگا تو ایک آدمی باقی رہ جائے گا جس کا منہ جہنم کی طرف ہوگا اور جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہوگا، وہ کہے گا:

''اے میرے پروردگار! میرا چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دے، اس کی بدبو نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا ہے''۔

پھر جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ دعا کرتے رہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

«هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ»۔

''اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو اس کے علاوہ مزید کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟''۔

بندہ کہے گا: میں پھر کوئی سوال نہیں کروں گا اور جیسے اللہ کو منظور ہے وہ قول وقرار کرے گا، تب اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دے گا، جب اس کا چہرہ جنت کی طرف ہوگا اور وہ جنت کو دیکھ لے گا تو جب تک اللہ کو منظور ہوگا، وہ خاموش رہے گا، پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا:

«اَلَسْتَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ، اَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُكَ، وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ، مَا اَغْدَرَكَ؟»۔

''کیا تو نے اپنا قول وقرار نہیں دیا تھا کہ تو پھر کوئی دوسرا سوال نہیں کرے گا، تیرا برا ہو، اے ابن آدم! تو کس قدر دغاباز ہے!''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندہ کہے گا: اے رب! اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کہے گا: اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو اس کے علاوہ مزید کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! میں دوسرا سوال نہیں کروں گا، پھر اللہ کو جو منظور ہوگا عہد و پیمان دے گا، تب اللہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔

جب بندہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو جنت اس کو دکھائی دے گی جس میں وہ خیر و بھلائی اور فرحت و شادمانی دیکھے گا، پھر جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ خاموش رہے گا، پھر کہے گا: اے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے مجھے اپنا قول و قرار نہیں دیا تھا کہ تو پھر دوسرا کوئی سوال نہیں کرے؟ اے ابن آدم! تو کتنا مکار ہے؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں بدنصیب نہیں ہوں گا، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو ہنسی آ جائے گی، جب اللہ تعالیٰ ہنس دے گا تو اس سے فرمائے گا:

''جنت میں داخل ہو جا''۔

جب بندہ جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اور کچھ تمنا کرو، وہ تمنا کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے مانگے گا، حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا کہ فلاں فلاں چیز مانگ، جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

«ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ»۔[1]

''یہ سب نعمتیں تیری ہیں اور اتنی ہی مزید ملیں گی''۔

......❋......

[1] صحیح بخاری:7437، صحیح مسلم:182

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اعمال ایسے

اللہ

مسکرائے

دارالخلود

لائن پار محلہ سلامت پورہ، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

0333-8257302 0306-3381129